بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۔ نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ
وَعَلٰی عَبْدِہِ الْمَسِیْحِ الْمَوْعُوْدِ

وَلَقَدْ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّۃٌ

ہفت روزہ
بدر
قادیان

جلد ۱۸ ۔ شمارہ ۴۰

The Weekly Badr Qadian

ایڈیٹر: محمد حفیظ بقاپوری
نائب ایڈیٹر: خورشید احمد انور

Regd No P 67

بخرام کہ وقت تو نزدیک رسید
و پائے محمدیاں برمنار بلند تر محکم افتاد

شرح چندہ
سالانہ ۱۰ روپے
ششماہی ۵ روپے
ممالک غیر ۲۰ روپے
فی پرچہ ۲۵ نئے پیسے

۱۹ر رجب ۱۳۸۹ھ — ۲ر اخاء ۱۳۴۸ ہش — ۲ر اکتوبر ۱۹۶۹ء

اخبارِ احمدیہ

قادیان ۳۰ر تبوک (ستمبر) سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے بارہ میں ۲۴ر تبوک کی ربوہ سے آمدہ اطلاع مظہر ہے کہ حضور پُر نور کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے۔ الحمدُ للہ۔

قادیان ۳۰ر تبوک۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب کی طبیعت بوجہ حرارت اور انتڑیوں کی سوزش کے علیل ہے۔ محترمہ بیگم صاحبہ امرتسر ہسپتال سے فارغ ہو کر کل واپس تشریف لا رہی ہیں چونکہ ولادت کے وقت خاص پیچیدگی پیدا ہو گئی تھی اسلئے نومولودہ صاحبزادی اَمۃ الاعلیٰ کمزور ہے باقی بچے بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں۔ احباب دُعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ محترم صاحبزادہ صاحب سلمہُ اللہ، محترمہ بیگم صاحبہ اور ننھی صاحبزادی کو شفاءِ کاملہ عطا فرمائے اور سب کو صحت و سلامتی کی لمبی عمریں دے اور ہر قسم کے فکر و بلا سے محفوظ رکھے آمین ٭

جماعت احمدیہ آسنور و کوریل (کشمیر) کا سالانہ جلسہ

علماءِ سلسلہ کی پُر مغز تقاریر۔ متعدد غیر از جماعت احباب کی شرکت

رپورٹ مرسلہ مکرم مولوی عبد الحق صاحب فضل رکن تبلیغی وفد !!

آسنور اور کوریل دو ملحقہ اور احمدی آبادی پر مشتمل بستیاں ہیں۔ تبلیغی و تربیتی وفد کا ایک رُکن ہر سال یہاں قیام پذیر ہوتا ہے۔ امسال خاکسار یہاں مقیم رہا۔ جلسہ سالانہ منعقد کرنے کے لئے زیر قیادت مکرم مولوی نور احمد صاحب، فاضل اور مکرم سید احمد صاحب ڈار بی۔ اے ایک انتظامیہ اور استقبالیہ کمیٹی منتخب ہوئی۔ اس کمیٹی کے تحت جلسہ کے جملہ انتظامات مکمل ہوئے۔ بذریعہ اشتہارات اور اطفال الاحمدیہ کے جلوس نکال کر جلسہ کی تشہیر کی گئی۔ جھنڈیوں اور قطعات وغیرہ سے گزرگاہوں کو مزین کیا گیا۔ ۳۰ر ظہور (اگست)، شام کو سات بجے مکرم مولانا بشیر احمد صاحب فاضل امیر وفد کی زیر قیادت مبلغین کرام بذریعہ بس آسنور تشریف لائے۔ احباب جماعت مع اطفال الاحمدیہ آسنور نے اسلامی نعروں کے ساتھ پر جوش استقبال کیا۔ اور درود شریف پڑھتے ہوئے مسجد کی جانب روانہ ہوئے اور نماز مغرب و عشاء ادا کی۔

۳۱ر ظہور بارہ بجے دن محترم مولانا بشیر احمد صاحب فاضل امیر وفد کی زیر صدارت مسجد کی بالائی منزل پر اجلاس منعقد ہوا۔ مسجد کے نچلے حصّہ میں مستورات کے لئے بھی برعایتِ پردہ مناسب انتظام کیا گیا تھا۔ اجلاس کی کارروائی تلاوتِ قرآن کریم سے شروع ہوئی۔ مکرم مولوی بشیر احمد صاحب خادم رکن وفد کی تلاوتِ قرآن پاک کے بعد عزیز الطاف حسین نیائک اور عزیز محمد مقبول نیائک نے حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کی ایک نظم "اِسلام سے نہ بھاگو راہِ ہُدیٰ یہی ہے" خوش الحانی سے سُنائی۔ ازاں بعد صدر استقبالیہ کمیٹی مکرم مولوی نور احمد صاحب فاضل نے اپنی افتتاحی تقریر میں فرمایا کہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے جسمانی غذاؤں کا انتظام فرمایا ہے اور یہ غذائیں حالات اور تبدیلیٔ موسم کے مطابق بدلتی رہتی ہیں اِسی طرح رُوحانی غذاؤں کا بھی انتظام فرمایا ہے۔ بعض غذائیں روزانہ استعمال کرنا پڑتی ہیں بعض ہفتہ اور سال کے بعد۔ پس یہ جلسہ سالانہ بھی ہمارے لئے ایک اہم سالانہ غذا مہیا کرتا ہے۔ اور جس طرح جسمانی غذائیں استعمال کرنے کے بغیر ہماری جسمانی طاقتیں قائم نہیں رہ سکتیں۔ اِسی طرح رُوحانی اغذیہ کے بغیر ہماری رُوحانی قوتیں قائم نہیں رہ سکتیں۔ پس حاضرین سے درخواست ہے کہ اس موقعہ سے پورا پورا فائدہ اٹھائیں۔ آپ کی افتتاحی تقریر کے بعد مکرم عبد المنان صاحب نیائیک مربیٔ اطفال نے نہایت خوش الحانی سے دُرِّ ثمین کی ایک نظم پڑھی۔ ازاں بعد مکرم مولوی منظور احمد صاحب گھنوکے رکن وفد نے سیرت النبی صلّی اللہ علیہ وسلم کے موضوع پر اپنی تقریر کا آغاز فرمایا۔ موصوف نے رسُولِ مقبول صلّی اللہ علیہ وسلم کے اخلاقِ فاضلہ پر روشنی ڈالتے ہوئے حاضرین کو تلقین فرمائی کہ یہی رسولِ مقبول صلّی اللہ علیہ وسلم کا "اُسوۂ حسنہ" ہے جس پر ہمیں عمل پیرا ہونا چاہیئے آپ کی تقریر کے بعد مکرم عبد الکریم صاحب رشی نے نہایت خوش الحانی سے نظم پڑھی۔ اور عزیز شیخ محمد ایوب متعلّم مدرسہ احمدیہ قادیان نے دس منٹ تک عقائد احمدیہ کے موضوع پر کشمیری زبان میں اپنی تقریر پیش کی جس میں موصوف نے توحید۔ رسالت۔ ملائکۃ اللہ۔ تقدیر۔ حشر و نشر وغیرہ اسلامی عقائد کی وضاحت کی۔ بعدہٗ خاکسار نے "وفاتِ مسیح اور ختمِ نبوّت" کے موضوع پر حاضرین سے خطاب کیا۔ اور مسئلہ وفاتِ مسیح اور ختم نبوّت کا باہمی ربط و تعلّق بتاتے ہوئے قرآن کریم اور احادیث کی روشنی میں واضح کیا کہ حضرت مسیح ناصری دیگر انبیاء کی طرح وفات پا چکے ہیں۔ اِس تقریر کے بعد عزیز فرید احمد ڈار نے نہایت خوش الحانی سے ایک نظم "علیکَ الصّلوٰۃُ علیکَ السّلام" پڑھی بعدہٗ مکرم مولوی عبد الرحیم صاحب نے کشمیری زبان میں قومی اور مِلّی اتحاد کے عنوان پر اپنی تقریر پیش کی۔ موصوف نے اپنی تقریر میں اسلامی نقطۂ نگاہ سے صلح اور اتحاد کے فوائد اور بد رسُومات اور فتنہ و فساد اور [illegible] کے نقصانات واضح فرمائے۔ بعد ازاں مکرم ماسٹر عبد الرحیم صاحب شمس [illegible] صداقتِ احمدیت کے موضوع پر ایک وجد آفریں نظم کشمیری زبان میں پڑھی۔ ازاں بعد مکرم شیخ غلام نبی صاحب فاضل رکنِ وفد نے صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کے عنوان پر ایک بسیط تقریر کشمیری زبان میں پیش کی۔ جس میں آپ نے واقعاتی اعتبار سے حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کی اَظہر مِنَ الشّمس کامیابیوں اور

(باقی دیکھئے صلا پر)

جلسہ سالانہ قادیان

بتاریخ ۱۸، ۱۹، ۲۰ر فتح ۱۳۴۸ ہش مطابق ۱۸، ۱۹، ۲۰ر دسمبر ۱۹۶۹ء منعقد ہوگا

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی منظوری اور اجازت سے اٹھتّرویں جلسہ سالانہ قادیان کے انعقاد کی تاریخیں ۱۸۔ ۱۹۔ ۲۰ر فتح ۱۳۴۸ ہش مطابق ۱۸۔ ۱۹۔ ۲۰ر دسمبر ۱۹۶۹ء رکھی گئی ہیں۔ جملہ پراونشل امراء۔ عہدیدارانِ جماعت ہائے احمدیہ اور مبلغین سے درخواست ہے کہ احباب کو جلسہ سالانہ قادیان کی مذکورہ تاریخوں سے مطلع کیا جائے تاکہ احباب زیادہ سے زیادہ تعداد میں شمولیت کر کے اِس عظیم الشان رُوحانی اجتماع کی برکات سے مستفید ہو سکیں ٭

ناظِر دعوت و تبلیغ قادیان

ملک صلاح الدین ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے راما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر: صدر انجمن احمدیہ قادیان۔

ہفت روزہ بدر قادیان
مورخہ ۲ اخاء ۱۳۴۸ ہش

مسلمانوں کی مایوس کن دینی حالت

اسی پرچہ میں اخبار صدقِ جدید سے چند شذرات نقل کئے جا رہے ہیں۔ یہ شذرات دلّی کے خواجہ حسن ثانی نظامی کے زیارت نامہ ایران و عراق سے متعلق ہیں۔ اور ساتھ ہی مدیر صدق کے تاثرات بھی مختصر رنگ میں آ گئے ہیں۔ اس زیارت نامہ میں جو تصویر مسلمانوں کی اور دین سے بے رغبتی بلکہ مغربیت سے زیادہ متاثر ہونے کی قلمی صورت میں نظر آئی اُسے پڑھ کر "مسلمان در گور و مسلمانی در کتاب" کی صورت زیادہ صحیح نظر آتی ہے۔ اِنّا للہِ وَاِنّا الیہ راجعون۔

مدیر صدق نے بجا طور پر سوال کیا ہے کہ:۔

"—— فرمائیے کوئی بھی خوشی اِس بات سے باقی رہے گی کہ دنیا میں آزاد مسلمان ملکوں کی تعداد اب دو چار سے کئی گنا بڑھ کر ۲۷ کی ہو گئی ہے کاش اب بھی دو چار رہتے۔ اب بھی محکوم رہتے مگر مسلمان تو رہتے۔ اپنے اسلام کو فرسودہ اور قصّۂ پارینہ تو نہ سمجھ لیتے۔"

اگر یہ تفصیل صحیح ہے جس کا ذکر شذرات میں ہے اور کوئی وجہ نہیں کہ عینی شہادت کو غلط قرار دیا جائے۔ تو مسلمانوں کی دینی حالت فی الواقع مایوس کن صورت رکھتی ہے۔ اِس موقعہ پر جب ہم دیکھتے ہیں کہ احادیث میں مسلمانوں کے بگڑ جانے کا جو نقشہ بیان ہوا ہے خواجہ صاحب کے زیارت نامہ نے نہ صرف یہ کہ اس کی یاد تازہ کر دی بلکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے صدقِ دعوے پر ایک اور زندہ ثبوت بہم پہنچا دیا۔ جو کچھ رسول اللہؐ نے آج سے چودہ سو سال پہلے بیان فرمایا تھا حرف بحرف اس کی تصدیق عینی شاہدوں کے بیانات سے ہو رہی ہے۔ مساجد کی حد تک ایک بار پھر آپ خواجہ حسن ثانی صاحب کے مشاہدات پڑھئے اور اس کے بعد احادیث میں وارد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حسبِ ذیل مبارک الفاظ پر غور کیجئے حضورؐ فرماتے ہیں :۔

"یُوْشِكُ اَنْ یَّاْتِیَ عَلَی النَّاسِ زَمَانٌ لَا یَبْقٰی مِنَ الْاِسْلَامِ اِلَّا اسْمُهٗ
وَلَا یَبْقٰی مِنَ الْقُرْاٰنِ اِلَّا رَسْمُهٗ مَسَاجِدُهُمْ عَامِرَةٌ وَهِیَ خَرَابٌ
مِنَ الْهُدٰی عُلَمَاءُهُمْ شَرٌّ مَنْ تَحْتَ اَدِیْمِ السَّمَاءِ مِنْ عِنْدِهِمْ
تَخْرُجُ الْفِتْنَةُ وَفِیْهِمْ تَعُوْدُ"

(مشکوٰۃ کتاب العلم ص۳۸ مطبع مجتبائی)

"بہت ممکن ہے کہ (مسلمان) لوگوں پر ایسا وقت بھی آئے جب اسلام کا صرف نام ہی رہ جائے اور قرآن کریم کے صرف نقش۔ یعنی اسلام اور قرآن کی روح مٹ جائیگی۔ مسجدیں تو بنی ہوں گی لیکن ہدایت سے خالی ہوں گی۔ اس زمانہ کے علماء آسمان کے نیچے سب سے بدترین مخلوق ہوں گے۔ اور سب سے زیادہ روحانیت سے محروم بلکہ دینی فتنہ اُنہیں سے نکلے گا اور انہیں میں لوٹ جائے گا ——"

دیکھا آپ نے کیسی مطابقت ہے رسول اللہ صلعم کی پیش خبری اور موجودہ زمانہ کی بگڑی ہوئی اسلامی دنیا میں، بالخصوص مساجد کی بیان کردہ کیفیت پر تو خوب ہی صادق آتی ہے جس اسلام کے نام پر موجودہ مسلمانوں کے آباء و اجداد نے قربانیاں کیں۔ اور مملکتوں کے دروازے آئندہ نسلوں کے لئے کھول دئیے وہ سب قصّۂ پارینہ ہو چکی ہیں۔ اخلاف کی اسلاف کے دین سے دلچسپی ختم ہو رہی ہے۔ بلکہ ایسے خیالات کو دقیانوسی خیالات کہہ کر اُن کا منہ چڑایا جاتا ہے۔ آج روشن خیالی اور ترقی پسندی نام ہے مغرب کی اندھا دھند نقل کا۔ دین اور ایمان کی جگہ الحاد اور بے دینی کے فروغ کا۔ حالانکہ اِسی مغربیت نے اسلام اور مسلمانوں کو جس قدر نقصان پہنچایا ہے شاید ہی کسی اَور نے پہنچایا ہوگا۔ مگر مسلمان ہیں کہ اپنے سود و زیاں کا مقابلہ کئے بغیر اس کے پیچھے دوڑے جا رہے ہیں۔

اس نقالی کے باوجود اس وقت مسلمانوں کی من حیث المجموع جو قابلِ رحم حالت ہے اور جو بے وقعتی اُن کے پلّے پڑی ہوئی ہے، وہ ایک واضح حقیقت ہے۔ جگہ جگہ پریشانیوں نے انہیں گھیر رکھا ہے۔ بظاہر آزاد ممالک ہیں لیکن انواع و اقسام کی اقتصادی، معاشی اور ٹیکنالوجی غلامیاں سب کی گردنوں میں پڑی ہیں۔ اکیلے اسرائیل کا وجود ساری اسلامی دنیا کے لئے ایک زبردست چیلنج ہے۔ ترقی یافتہ زبردست طاقتیں اس کی پشت پر ہیں۔ اُن کے جنگجویانہ عزائم اور دجّالی چالوں پر نظر کرنے سے حالات زیادہ بھیانک صورت میں دکھائی دیتے ہیں۔ پھر بھی مسلمان ٹس سے مس نہیں ہو رہے۔ اور اصلاحِ احوال کی طرف توجہ نہیں کرتے۔

اسلام خدا کا پسندیدہ دین ہے۔ زندہ خدا کی اُسے حمایت حاصل ہے۔ وہ اپنی قدرت کا کرشمہ دکھانے والا ہے۔ لیکن مسلمانوں کو بھی نام کے مسلمان کی جگہ حقیقی اور باعمل باایمان مسلمان بن جانے کی ضرورت ہے۔ خدا نے اُن کے ایمان میں زندگی اور تازگی لانے کے لئے حضرت مہدی معہود اور مسیح موعودؑ کو بھیج دیا۔ جیسا کہ اس کا قدیمی وعدہ ہے اسلام کی نشأۃِ ثانیہ اسی برگزیدہ ہستی کے ذریعہ عمل میں آنے والی ہے۔ یہود کا فلسطین میں جمع ہونا اس کے اُن وعدوں کے جلد پورا ہونے کی واضح علامت ہے کہ اب اسلام کا خدا اپنی قدرت کا کرشمہ دکھانے ہی والا ہے۔ خدا نے قرآنِ پاک میں سچے اور باعمل مسلمانوں کے ساتھ جو وعدہ کر رکھا ہے وہ یہی ہے کہ

لَا تَهِنُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ

دینی معاملات میں سستی نہ دکھاؤ اور نہ غم کھاؤ اگر تم حقیقی مومن ہو تو تم ہی بلند و بالا رہو گے سنہ ۶۷ء کے عرب اسرائیل تصادم کے موقعہ پر ایک تلخ حقیقت کا مسلمان تجربہ کر چکے ہیں۔ مکّار دشمن کے ہاتھوں سخت ہزیمت اٹھانی پڑی۔ اسی موقعہ پر شاہِ مراکش نے اس صحیح بات کا احساس کر کے برملا اعتراف کیا تھا کہ ہماری اپنی عملی حالت خدائی نصرت کو حاصل کرنے کے قابل نہ رہی تھی اسلئے اس تجربہ اور خدا تعالےٰ کی واضح تنبیہ کے بعد مسلمانوں کو سنبھل جانا چاہیئے اور اپنے ایمان کی فکر میں لگ جانا چاہیئے تھا۔

ایک طرف اَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ کے حکم پر عمل کرتے ہوئے اپنی ظاہری قوت کو بھی عالمِ اسلام کے اتحاد کے ذریعہ اور دیگر وسائل کی بہم رسانی کے ساتھ مجتمع کریں اور دُوسری طرف خدا کی نُصرت حاصل کرنے کے لئے سب مسلمان اپنی حالت کو سنوارنے کی طرف متوجہ ہوں۔

خدائی نصرت حاصل کرنے کا ایک دُوسرا طریق بھی ہے جس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے واضح کیا ہے کہ

اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ یَنْصُرْكُمْ وَیُثَبِّتْ اَقْدَامَكُمْ

اگر تم خدا کے دین کی نُصرت کروگے، اس کی خدمت و اشاعت میں کما حقہٗ حصّہ لوگے تو خدا بھی تمہاری مدد کرے گا۔ اور تمہیں ثباتِ قدم بخشے گا۔ پس اسلام کی تبلیغ اور اصلاحِ نفوس کے اہم فریضہ کی انجام دہی کے نتیجہ ہی میں خدا کی نُصرت حاصل ہوتی ہے۔ خدا کرے کہ مسلمانوں کے اندر ان اہم باتوں کا جلد از جلد احساس پیدا ہو اور اس بات کو اچھی طرح سمجھ جائیں کہ جب تک وہ دین کی طرف متوجہ نہیں ہوں گے خُدا کی تائید اور اس کی نصرت سے محروم رہتے چلے جائیں گے۔

عالمِ اسلام کے اتحاد کی کسی قدر صورت تو اب نظر آنے لگی ہے۔ خُدا کرے کہ اس میں کامیابی حاصل ہو۔ اور اس کے ساتھ ہی خدا تعالےٰ مسلمانوں کو اپنے اندر بھی رُوحانی

(باقی دیکھیں ص۱۱ پر)

ولادت باسعادت

قادیان ۲۴ تبوک (ستمبر)۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلّمہٗ اللہ تعالیٰ کے ہاں مورخہ ۲۳ تبوک کو امرتسر لال ہسپتال میں صاحبزادی تولّد ہوئی۔ سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے از راہِ شفقت عزیزہ نومولودہ کا نام اَمَۃُ الْاَعْلٰی نصرت تجویز فرمایا ہے۔

اللہ تعالیٰ صاحبزادی کو نیک، صالحہ اور خادمِ دین بنائے۔ اور خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور جملہ جماعت کے لئے قرۃ العین بنائے۔ محترم بیگم صاحبہ محترم صاحبزادہ صاحب کو صحتِ کاملہ عطا فرمائے۔ اور پُر مسرت لمبی زندگی عطا فرمائے آمین۔

یکم اکتوبر کو امرتسر سے واپسی کا پروگرام ہے۔ خدا تعالےٰ خیریت سے لائے آمین ❊

اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ

فضلِ عمر فاؤنڈیشن کی شکل میں تین سال قبل جو درخت لگایا گیا تھا اُسنے شیریں پھل دینے شروع کر دیئے ہیں

علمی دنیا میں اسلام کا رعب قائم کرنے کیلئے ضروری ہے کہ بکثرت تحقیقی مقالے لکھے جائیں

دُنیا پر یہ ثابت کردو کہ قرآنِ کریم کے علوم کا ساری دنیا ملکر بھی مقابلہ نہیں کر سکتی

فضلِ عمر فاؤنڈیشن کے زیرِ اہتمام ایک تقریب میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خطاب

ربوہ ۔ ۲۵ر ہجرت ۱۳۴۸ ہش (۲۵ر مئی ۱۹۶۹ء) پونے گیارہ بجے صبح فضلِ عمر فاؤنڈیشن کے دفتر کے سامنے میدان میں ایک خصوصی تقریب منعقد ہوئی جس کی تین اغراض تھیں:۔
۱۔ فضلِ عمر فاؤنڈیشن کے زیرِ اہتمام منعقدہ تصانیف کے انعامی مقابلہ ۱۳۴۶ ہش میں کامیاب ہونے والے احباب میں تقسیم انعامات۔ ۲۔ فضلِ عمر فاؤنڈیشن کی تحریک میں احبابِ جماعت کے پیش کردہ وعدوں کی وصولی کا جائزہ۔ ۳۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مکتوبات بنام حضرت عبد اللہ صاحب سنوری رضؓ کا البم حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں پیش کر کے انکی حفاظت کے لئے ضروری ہدایات حاصل کرنا ـــــ اس تقریب میں فاؤنڈیشن کے ڈائرکٹرز۔ صدر انجمن احمدیہ کے ناظر صاحبان۔ تحریک جدید کے وکلاء، وقفِ جدید کے ناظمین اور علاقائی اور اضلاعی امراء کے علاوہ بہت سے مقامی احباب بھی شریک ہوئے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے بھی ازراہِ نوازش اس میں شمولیت فرمائی۔ تقریب کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو مکرم چودھری عبد العزیز صاحب بھامبڑی نے کی۔ تلاوت کے بعد مکرم چودھری شبیر احمد صاحب وکیل المال اوّل تحریکِ جدید نے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کا منظوم کلام سنایا۔ اس کے بعد مکرم شیخ مبارک احمد صاحب سیکرٹری فضلِ عمر فاؤنڈیشن نے مقابلہ تصانیف ۱۳۴۶ ہش کے کوائف پر مشتمل رپورٹ پڑھ کر سنائی۔ اس کے بعد حضور نے کامیاب ہونے والے خوش قسمت مقالہ نگاروں کو اپنے دستِ مبارک سے ایک ایک ہزار روپیہ کے نقد انعامات عطا فرمائے۔ ان احباب کے نام یہ ہیں (ناموں کے سامنے مقالوں کے عنوانات درج ہیں)

۱۔ محترم شیخ عبد القادر صاحب لاہور — "اسمار الانبیاء فی القرآن"
۲۔ " قریشی محمد اسد اللہ صاحب — "عیسائیوں اور مسلمانوں کی کشمکش کی تاریخ"
۳۔ " حافظ محمد اسحٰق صاحب خلیل مقیم سوئٹزرلینڈ — "مسلمان سلاطین ہند کے متعلق جبری اشاعتِ اسلام کی روایات کا تنقیدی مطالعہ"
۴۔ " پروفیسر حبیب اللہ خاں صاحب ربوہ — "سمندر اور اس کے عجائبات"

اس موقع پر مکتوبات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا البم محترم کرنل عطاء اللہ صاحب نائب صدر فضلِ عمر فاؤنڈیشن نے حضور کی خدمت میں پیش کیا۔ حضور نے احباب کو اس کی زیارت کرائی اور پھر ہدایت فرمائی کہ اس البم کو فی الحال خزانہ صدر انجمن احمدیہ میں محفوظ کر دیا جائے۔ جب فضلِ عمر فاؤنڈیشن کی لائبریری میں اس قسم کے نوادرات کے لئے مناسب حفاظت اور جگہ کا انتظام ہو جائے گا تو پھر اسے وہاں رکھا جائے۔

اس موقعہ پر حضور نے جو خطاب فرمایا اس کا متن ذیل میں درج کیا جاتا ہے:۔

تشہد و تعوذ اور سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

آج کے دن اللہ تعالیٰ کی حمد سے ہمارے دل معمور ہیں قریباً تین سال قبل

ایک پُر خلوص تخیّل

دماغ میں پیدا ہوا۔ اس تخیل کو جماعت نے اللہ تعالیٰ کی تحریک سے اپنایا اور یہ فیصلہ ہوا کہ اس روحانی درخت کی بلوغت پر تین سال کا عرصہ خرچ ہوگا۔ وہ تین سال گزر رہے ہیں اور درخت پھل دینے کے قابل ہو گیا ہے۔ خیال تھا کہ فضلِ عمر فاؤنڈیشن کے لئے جماعت ۲۵ لاکھ روپیہ جمع کر لے۔ اس وقت ۲۸ لاکھ ۵۳ ہزار روپے کی رقم جمع ہو چکی ہے۔ اور انشاء اللہ تعالیٰ مزید کئی لاکھ روپیہ بھی اس عرصہ کے اندر اندر جمع ہو جائے گا۔

درخت جیسا کہ درختوں کو جاننے والے جانتے ہیں پھل دینے پر آتا ہے تو شروع میں تھوڑی تعداد میں پھل اسے لگتے ہیں۔ اسی طرح اس درخت کو چار پھل تو آج لگے ہیں اور آپ نے ان کی خوشبو کو تھوڑا سا سونگھا ہے۔ یعنی چار مقالے فضلِ عمر فاؤنڈیشن کی سکیم اور ہدایت کے مطابق لکھے جا چکے ہیں جن کے متعلق امید کی جاتی ہے کہ وہ بنی نوعِ انسان کو اسلامی نقطۂ نگاہ سے فائدہ پہنچانے والے ہوں گے اس وقت تک دو میدانوں میں ہمارا غیر سے مقابلہ ہے ایک علمی میدان ہے اور ایک تائیداتِ سماوی کا میدان ہے

تائیداتِ سماوی

کے لئے کچھ اور قسم کے مجاہدات کرنے پڑتے ہیں اور اس مادی دنیا میں مادی وسائل سے کام لے کر علمی میدانوں میں جو کام کیا جاتا ہے اس کے لئے ایک اور قسم کا مجاہدہ درکار ہوتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریروں تقریروں اور ملفوظات میں علم کے اس قدر

وسیع سمندر

ہیں کہ اگر ہم ان سمندروں کے حُسن اور افادیت کو سمجھیں اور انہیں مختلف زاویہ ہائے نگاہ سے دیکھیں اور اس طرح پر دنیا کے سامنے علمی تحقیقات پیش کریں تو ساری دنیا مل کر بھی جماعتِ احمدیہ کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ لیکن اس کام کی طرف جماعت کو ایک عرصہ سے اتنی توجہ نہیں ہو رہی تھی جتنی توجہ کہ ہونی چاہیئے تھی۔ فضلِ عمر فاؤنڈیشن نے جماعت کو توجہ دلائی ہے۔ کام ابھی ابتدائی مراحل میں ہے ورنہ چار مقالے تو کیا چار سو مقالے بھی میں

سمجھتا ہوں

ہماری علمی ضروریات کیلئے

کافی نہیں ہیں۔ یعنی اس ضرورت کے لئے کافی نہیں ہیں کہ ہم دنیا پر یہ ثابت کریں کہ جو علوم اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں رکھے ہیں۔ ان علوم کا ساری دنیا بھی مل کر مقابلہ نہیں کر سکتی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب، تحریروں اور ملفوظات میں قرآنِ کریم کی تفسیر ہی ہے۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے جماعت کو بار بار اس طرف توجہ دلائی تھی لیکن جماعت نے اس کی اہمیت کو سمجھا نہیں تھا اور شکر ہے کہ اب وہ اس طرف توجہ کرنے لگی ہے۔ اور انشاء اللہ، اللہ نے توفیق دی تو کچھ اور راہیں بھی ایسی نکالی جائیں گی جن کے نتیجہ میں ہم

صحیح تحقیقاتی علوم

کا جو دنیوی معیار ہے اس سے بڑے معیار کی معلومات دنیا کے سامنے رکھیں گے۔ ہمارا جو معیار ہے وہ دنیوی اقدار پر نہیں بلکہ دینی اور روحانی اقدار پر بھی مشتمل ہے۔ ہر روحانی وہ دنیا کے معیارِ تحقیق سے بلند اور ارفع ہے اس بلند معیار کے مطابق ہم دنیا کے سامنے بہت سی معلومات رکھیں گے تا علمی دنیا میں بھی

اسلام کا رعب قائم ہو

اس کی طرف بہت زیادہ توجہ کی ضرورت ہے بہت سے مستشرق اپنے تحقیقاتی مقالوں میں اسلام کے متعلق غلط خیالات کا اظہار کر دیتے ہیں۔ دنیوی معیار سے وہ تحقیق ہوتی ہے لیکن دنیا کا معیار تو بعض دفعہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ وہ مضحکہ خیز بن جاتا ہے۔ مجھے یاد ہے کہ ایک دفعہ آکسفورڈ میں، ہماری یونین میں امریکہ اور انگلستان کے مقررین کے درمیان تقریری مقابلہ ہوا۔ انگریز کا دماغ جب تنقید پر آئے تو سخت تنقید کرتا ہے۔ ہمارے ایک انگریز طالب علم نے کھڑے ہو کر امریکہ کے اخبارات اور رسائل سے اقتباسات لے کر یہ ثابت کیا کہ

اعداد و شمار کے لحاظ سے

اس وقت امریکہ کے اندر صرف چار آدمی آباد ہیں باقی سارے سیر و سیاحت کے لئے باہر گئے ہوئے ہیں۔ گو یہ ایک مضحکہ خیز بات تھی، لیکن اعداد و شمار سے ثابت ہوتی تھی۔ پس دنیا کی تحقیق میں اس قسم کے بہت سے اصول دخل پا چکے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ مسلمانوں میں سے جن لوگوں نے دنیاوی اقدار کے مطابق اسلامی خیالات کا اظہار کیا ہے وہ انسانی دماغ کو بڑی غلط راہوں کی طرف لے گئے ہیں غرض تحقیق کے اندر صحیح اقدار ہونی چاہئیں اور دنیا نے تحقیق کے متعلق صحیح اور معقول اصول تجویز کئے ہیں تو ان کے لینے میں ہمیں خوشی ہے لیکن وہ ہمارے لئے کافی نہیں ہیں۔ ہمیں اسلام کے بتائے ہوئے اصول کو بھی مدنظر رکھنا چاہیئے۔ ان اصول پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی تحریروں میں مختلف مقامات پر بڑی تفصیل سے روشنی ڈالی ہے۔ مثلاً

قرآن کریم کی صحیح تفسیر

کے معیار کے متعلق آپ نے فرمایا ہے کہ قرآن کریم کی کسی آیت کا کوئی ایسا ترجمہ پیش نہیں کیا جا سکتا یا اس کی تفسیر پیش نہیں کی جا سکتی جو کسی دوسری آیت کے خلاف ہو۔ اب اگر کوئی قرآن کریم کی بعض آیات کو لے کر ایک تحقیقاتی مقالہ لکھ دے اور سارے قرآن کریم پر اس کو عبور نہ ہو تو وہ غلط نتیجہ نکالے گا اور اس کی بنیاد ایک عام دنیادار کی نگاہ میں بڑی مضبوط ہوگی کہ اس نے قرآن کریم کی پندرہ یا بیس، یا چالیس یا پچاس آیتوں کو لے کر اور ان کی تفسیر کر کے ایک نتیجہ نکالا ہے۔ اگر ان چالیس پچاس آیات کے علاوہ اور بھی چالیس پچاس آیات ہوں اور یہ اسّی یا سو آیات مل کر صحیح نتیجہ نکالتی ہوں تو نصف آیات کو چھوڑ دینے سے جو نتیجہ نکلے گا وہ صحیح نہیں ہوگا غرض بہت سے اصول ہیں جو ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب، تقریروں اور ملفوظات میں ملتے ہیں ان کو ہمیں مدنظر رکھنا چاہئے

اسلام کے حق میں اس وقت جو رسالے اور کتب لکھی گئی ہیں ان میں بنیادی طور پر بہت سے نقائص پائے جاتے ہیں جس کا نتیجہ یہ ہے کہ ہم علمی دنیا میں اسلام کا وہ رعب قائم نہیں کر سکے اور نہ کر سکتے ہیں جو کہ اسلام کے علوم کا حق ہے میں امید رکھتا ہوں کہ جماعت اس طرف توجہ کریگی اور جماعت کا نظام بھی ایسی راہیں تلاش کرے گا جس کے نتیجہ میں ہر سال چار نہیں سینکڑوں کی تعداد میں اس قسم کے

معیاری تحقیقاتی مضامین

دنیا کے سامنے رکھے جا سکیں۔

ہمارے لئے ایک اور دقت بھی ہے اور اس کا حل تلاش کرنا بھی ضروری ہے۔ اور وہ دقت یہ ہے کہ مثلاً آج جن مقالوں نے انعام حاصل کیا ہے یہ چھپ جائیں تو دنیا کا بڑا حصہ ان کی طرف متوجہ نہیں ہوگا۔ آج کے مقالوں میں سے جو مقالہ سمندر کی تحقیق کے متعلق لکھا گیا ہے اس کے متعلق کسی اچھی پبلشنگ کمپنی کے ساتھ معاہدہ کر کے اسے شائع کیا جائے تو وہ کمپنی خود اس کو پھیلائے گی۔ اردو میں جو کتابیں لکھی جاری ہیں ان کی مانگ ویسے بھی کم ہے۔ دنیا تک وہ مشکل سے پہنچتی ہیں۔ اس لئے یہ بھی سوچنا پڑے گا کہ اگر پورا مقالہ نہیں تو اس کے ضروری حصہ کا ترجمہ فوری طور پر ہم مختلف غیر ملکی رسالوں میں شائع کروانے کا انتظام کریں تا دنیا تک صحیح خیالات پہنچ سکیں اور اس کے علمی اور تحقیقاتی حلقہ میں ایک ہیجان اور ہلچل پیدا ہو اور وہ لوگ مزید معلومات حاصل کرنے کی کوشش کریں۔

محض علم ایک فلسفہ ہے لیکن اس میں کوئی شک نہیں کہ روحانیت غلط علوم کی بنیادوں پر اپنی عمارت تعمیر نہیں کر سکتی۔ لیکن یہ بھی صحیح ہے کہ روحانیت کے حصول اور اس کے ارتقاء کیلئے بھی صحیح علوم کا حاصل کرنا ضروری ہے میں ایک مثال لیتا ہوں تاکہ آپ سمجھ جائیں۔ محض یہ کہہ دینا کافی نہیں کہ ہم

خدا تعالیٰ کی ذات اور اس کی صفات پر ایمان

لاتے ہیں اور اس کے ساتھ ہم اللہ تعالیٰ کی صفات گنا دیں یا ان کی مختصر سی تفسیر کر دیں بلکہ ہر صفت کی حقیقت جب تک انسانی وجود پر جلوہ گر نہ ہو اس وقت تک ہم صفات باری اور ذات باری کا صحیح علم حاصل نہیں کر سکتے۔ مثلاً محض یہ کہہ دینا کہ اللہ تعالیٰ رزاق ہے یہ کافی نہیں۔ انسان کی روحانیت کیلئے یہ بات کافی نہیں کیونکہ منہ سے تو ہر مسلمان یہ کہتا ہے کہ اللہ رزاق ہے لیکن وہی وجود جس کی زبان خدا کو رزاق کہنے والی ہے اس کا ہاتھ رشوت کے لئے آگے بڑھ جاتا ہے جس شخص پر اللہ تعالیٰ کی رزاقیت کا جلوہ ظاہر ہو جائے اس کیلئے تو ہر دوسری چیز ایک مردہ کی حیثیت رکھتی ہے۔ ناجائز چیزیں تو الگ رہیں جائز چیزوں پر بھی اسے بھروسہ نہیں ہوتا جب تک خدا تعالیٰ کی رزاق ہونے کی صفت کے عملی جلووں کو جو دنیا میں ہو رہے ہیں کثرت سے مثالیں دے کر ثابت نہ کیا جائے اس وقت تک انسانی عقل خدا تعالیٰ کی رزاقیت کا صحیح تصور قائم نہیں کر سکتی ان جلووں کا مہبط اس وقت جماعت احمدیہ ہے یہ ایک ایسی جماعت ہے جس پر جلوے اس قدر نمایاں ہیں اور اس رنگ میں ظاہر ہو رہے ہیں کہ وہ ان کو سمجھتی بھی ہے۔ ویسے خدا تعالیٰ کی رزاقیت کے جلوے ہر ایک پر ہو رہے ہیں لیکن دوسرے لوگ ان جلووں کو سمجھتے نہیں اس لئے جماعت احمدیہ پر یہ بڑا بھاری فرض عاید ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ کی ذات اور اس کی صفات کا ایسا صحیح تصور دنیا کے سامنے پیش کرے کہ جو لوگوں کو

خدا تعالیٰ پر صحیح، پختہ اور زندہ ایمان

لانے پر مجبور کر دے کیونکہ ایک مُردہ ایمان سے فائدہ نہیں ہوتا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بعض مثالیں دے کر ہمارے لئے دروازہ کھول دیا ہے۔ ہماری روزمرہ کی زندگی میں وہ مثالیں ہمارے سامنے آتی ہیں۔ ان میں سے جو مثالیں زیادہ وسیع ہوں زیادہ عمیق ہوں۔ اللہ تعالیٰ کی صفت رزاقیت کو زیادہ نمایاں کر کے ظاہر کرنے والی ہوں ان کو ہم اپنے تحقیقاتی مقالوں میں ثابت کر سکتے ہیں تا دنیا انہیں سمجھ سکے آج ہی صبح ایک فرانسیسی سکالر حضور منٹ کیلئے مجھے ملنے آئے (وہ کل سے یہاں ٹھہرے ہوئے ہیں) وقت چونکہ تھوڑا تھا اس لئے میں ان کے ساتھ مختصر سی گفتگو کر سکا انہوں نے مجھے بتایا کہ وہ اسلام کے Dynamic حصہ پر غور کر رہے ہیں۔ میں نے انہیں کہا کہ میں آپ سے ایک بات کہنا چاہتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ ہمیں جاننا چاہیئے کہ مذہب اور فلسفہ میں کیا فرق ہے۔ دنیا میں بڑے اچھے ذہین اور بلند فکر رکھنے والے فلاسفر پیدا ہوئے ہیں۔ انہوں نے اخلاقیات پر بھی بہت کچھ لکھا ہے۔ ان مفکرین کی ایک راہ فکر و تدبر ہے اس میں اور مذہب میں کیا فرق ہے۔ اس فرق کو جاننا ضروری ہے۔ پھر میں نے بتایا کہ ہر نبی اس دنیا میں مبعوث ہو کر بنیادی طور پر ایک ہی دعویٰ کیا ہے اور وہ دعویٰ یہ ہے کہ مجھے خدا تعالیٰ نے پیغامبر کی حیثیت میں بھیجا ہے اور میرا پیغام یہ ہے کہ تم اپنے پیدا کرنے والے کے ساتھ ایک زندہ تعلق قائم کر سکتے ہو۔ اس وقت یہ دعویٰ تو سارے ہی کرتے ہیں یا کر سکتے ہیں مگر وہ اسے ثابت نہیں کر سکتے۔ میں نے ان سے کہا کہ افریقہ میں رہنے والا ایک حبشی جس سے دنیا نے صدیوں حقارت اور نفرت کا سلوک کیا احمدی ہوتا ہے تو

اللہ تعالیٰ سے ایک زندہ تعلق

اس کا پیدا ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے آئندہ کے متعلق ایسی خبریں دیتا ہے جو انسانی دماغ مستقبل کے متعلق معلوم ہی نہیں کر سکتا۔ اس کے پاس اگر دنیا کے سارے دہریہ فلاسفر جمع ہوں اور اس بات کے متعلق لاکھوں دلائل دیں کہ اللہ تعالیٰ کا کوئی وجود نہیں تو وہ رحم کے جذبات کے نتیجہ میں ہنس پڑیگا اور کہے گا کہ تم جاہل لوگ اس چیز کو نہیں پہچان سکتے جس کا میں نے اپنی زندگی میں مشاہدہ کیا ہے فلسفہ کی دلیل روحانی مشاہدہ کے سامنے ہتھیار پھینکنے پر مجبور ہو جاتی ہے۔ پس ہماری تحقیق میں جو بھی علمی نوعیت کی ہو اس میں بھی

روحانیت کے اس قسم کے جلوے

ہونے چاہئیں ورنہ ہماری تحقیق میں اور ایک عام مفکر اور مصنف کی تحقیق میں کوئی فرق نہیں ہوگا وہ بے اثر ہوگی۔ دنیوی مفکرین اور مصنفوں نے علوم کا ایک بڑا ذخیرہ جمع کر دیا ہے لیکن وہ دنیا کو مادی اخلاقی اور روحانی تباہی سے بچانے میں کامیاب نہیں ہو سکتے۔ اور انسان کو پہلے اس بات کی ضرورت ہے کہ اسے ہر قسم کے روحانی اور اخلاقی انعاموں کا وارث کیا جائے اس کیلئے جیسا کہ میں نے بتایا ہے صرف ان مجاہدات کی ضرورت نہیں جن کے نتیجہ میں اگر اور جب اللہ تعالیٰ خوش ہو جائے اور انسان کو اس کی رضا حاصل ہو جائے تو وہ بڑے روحانی انعامات کا وارث بن جاتا ہے بلکہ ہمارا چونکہ یہ فرض ہے کہ ہم دنیا کو روحانیت کی طرف کھینچ کر لائیں اس لئے ضروری ہے کہ ہم علمی میدان میں اس قسم کے مقالے لکھیں اور دنیا اس بات کی طرف توجہ کرنے پر مجبور ہو جائے کہ بنیادی طور پر ہمارے مقالوں اور ان کے مقالوں میں فرق ہے۔ اور ہم یہ ایک نئی چیز دنیا کے سامنے پیش کر رہے ہیں اور اس میں بڑا وزن ہے اور دنیا کو اس کی طرف توجہ کرنی چاہیئے اور جب وہ توجہ کریں گے تو ان پر اثر بھی ہوگا۔

میں نے آج کی گفتگو کو اس فقرہ سے شروع کیا تھا کہ

ہمارے دل اللہ تعالیٰ کی حمد سے معمور ہیں

کہ ایک اور درخت ہماری محبت اور خلوص نے اللہ تعالیٰ کی اس دنیا کی جنتوں میں لگانے کی کوشش کی ہے۔ درخت کی زندگی پر سینکڑوں بلکہ ہزاروں حوادث آتے ہیں بعض حوادث کا انسان کو علم ہوتا ہے اور بعض کا اسے علم بھی نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ نے ان حوادث میں سے فضل عمر فاؤنڈیشن کے درخت کو بڑی حفاظت سے نکال لیا اور اب وہ اپنے پاؤں پر کھڑا ہو گیا۔ اور وقت آ گیا ہے کہ وہ پھل دینے لگے۔ بالفاظ دیگر فضل عمر فاؤنڈیشن کا ایک دور جو زیادہ تر عطایا جمع کرنے کا تھا ختم ہو چکا ہے اور ایک دور شروع ہوا ہے جس میں اس درخت کی اس رنگ میں حفاظت اور اس کی نشوونما کیلئے کوشش اور جد و جہد کرنی ہے کہ یہ زیادہ سے زیادہ اور لذیذ سے لذیذ تر پھل دینے لگے اور زیادہ سے زیادہ انسان اس کے پھلوں کی لذت سے حصہ پا سکیں اللہ تعالیٰ دعا ہے کہ وہ ہمیں اس کوشش اور جد و جہد کی توفیق عطا کرے اب ہم دعا کر لیتے ہیں۔ آج کا پروگرام دو اجلاسوں پر مشتمل ...

ختم نبوت کے مثبت پہلو کے خلاف

علامہ اقبال کی اقتدا میں مولانا ندوی صاحب کے پیش کردہ محذورات کا جواب

از محترم مولانا محمد ابراہیم صاحب فاضل قادیانی نائب ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

قسط نمبر ۸

ہم نے اپنے سابقہ مضمون کی قسط نمبر ۷ میں بتایا تھا کہ مولانا ندوی صاحب نے اپنی تصنیف "قادیانیت" میں خاتم النبیین اور لانبی بعدی کے متعلق کوئی بحث نہیں کی اور نہ جماعت احمدیہ کے موقف و دلائل کی تردید کی ہے۔ اور اس طرح ان کی حقیقت سے پردہ اٹھائے بغیر نکل گئے ہیں۔

ہم نے لانبی بعدی کے معنوں کو حل کرنے کے لئے لا ھجرۃ بعد الفتح (بخاری مسلم) والی حدیث پیش کی تھی جس میں لاء نفی کے باوجود خاص قسم کی ہجرت کی نفی کا ذکر ہے۔ ایسا ہی لانبی بعدی میں بھی خاص قسم کے نبیوں کی نفی کا ذکر ہے۔ نہ کہ ہر قسم کے نبیوں کی نفی کا۔ یہ امر بھی قابل توجہ ہے کہ خاتم النبیین کے معنی بھی آنحضرت صلعم نے خود بیان فرما دئے ہوئے ہیں۔ مکہ سے ہجرت کرنے والوں میں سے حضرت عباسؓ آخری مہاجر ہونے کی وجہ سے مطمئن نہ تھے اس پر آنحضرت صلعم نے ان کو تسلی دیتے ہوئے فرمایا

اطمئن یا عم فانک خاتم المھاجرین فی الھجرۃ کما انا خاتم النبیین فی النبوۃ

(کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۱۷۸)

یعنی اے چچا آپ مطمئن رہیں کیونکہ آپ ہجرت کے لحاظ سے ویسے ہی خاتم المہاجرین ہیں جیسے کہ میں نبوت کے لحاظ سے خاتم النبیین ہوں۔ مطلب صاف ہے کہ حضرت عباس رضی کے بعد بھی ہجرت مکہ و مدینہ کو کرنا جائز ہے ہجرت کلیۃً بند اور ممنوع نہیں

پس جس طرح بعض خاص قسم کی ہجرت بند ہے اور بعض خاص قسم کی جائز ہے اسی طرح بعض قسم کی نبوت آپ کے بعد بند ہے اور بعض خاص قسم کی جائز ہے اور کسی نبی کا آپؐ کے بعد آنا آپؐ کے خاتم النبیین ہونے کے قطعاً منافی نہیں۔ اگر ندوی صاحب اس قسم کی احادیث پر نظر ڈالتے تو ان پر حقیقت منکشف ہوسکتی تھی مگر انہوں نے ان کی کوئی پرواہ نہیں کی۔ یہ دونوں حدیثیں ان کی رہنمائی کے لئے کافی ہیں۔ ہمارے دوست ان دونوں حدیثوں کو خاص طور پر یاد رکھیں

مولانا ندوی صاحب نے اپنی کتاب کی فصل دوم میں ختم نبوت کے سلبی و مثبت پہلوؤں میں سے صرف اپنے عقیدہ کے مطابق سلبی و منفی پہلو کو لے کر اس کے مثبت پہلو کے خلاف بعض خیالی محذورات پیش کئے ہیں۔ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ ان کا جائزہ بھی یہیں پیش کر دیا جائے۔ تاکہ مالہٗ و ماعلیہ سبھی سامنے آجائے۔

مولانا ندوی صاحب نے فصل دوم صفحہ ۱۸۰ میں ختم نبوت کو "انعام خداوندی اور امت اسلامیہ کا امتیاز" قرار دے کر حضرت اقدس کی خادم نبوت کو "نبوت محمدی کے خلاف بغاوت" قرار دیا ہے۔ مولانا صاحب نے تکمیل دین والی آیت پیش کرکے آنحضرت صلعم کے بعد ضرورت نبوت کا انکار کر دیا ہے۔ حالانکہ وہ قبل ازیں صفحہ ۶۸ پر اعتراف کرتے ہوئے لکھ چکے ہیں کہ نزول مسیح کا عقیدہ ایک اسلامی عقیدہ ہے مگر سوال یہ ہے کہ جب ان کے خیال میں تکمیل دین کے بعد کسی نبی کی ضرورت نہیں رہتی تو حضرت مسیح کے آنے خلاف سنت اللہ دوبارہ آنے کے کیا معنی؟ صاف ظاہر ہے کہ اس بارے میں ان کے عقیدہ میں صریح تضاد و تباین پایا جاتا ہے جس کا جواب ان کے پاس سوائے خاموشی کے اور کچھ نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ انہوں نے مسیح کی دوبارہ آمد کے ذکر کے ساتھ اس کا کوئی بھی حل پیش نہیں فرمایا

مولانا ندوی صاحب نے عام طور پر نہایت اہم پہلوؤں کو اس طرح اپنی خاموشی کی تاریکی کے پردہ میں پنہاں کر دیا اور ان کو ناظرین کرام کی نظروں سے اوجھل رکھ کر ان کو بے خبر ہی رہنے دیا ہے۔ حالانکہ ان کا فرض تھا کہ وہ ایسے متعلقہ امور پر بھی روشنی ڈالتے۔

مولانا ندوی صاحب لکھتے ہیں کہ ختم نبوت کے "اس عقیدہ نے اسلام کو انتشار پیدا کرنے والی اور ملت کی وحدت کو پارہ پارہ کرنے والی ان تحریکات اور دعوتوں کا شکار ہونے سے بچایا جو تاریخ اسلام کی طویل مدت اور عالم اسلام کے وسیع ترین رقبہ میں وقتاً فوقتاً سر اٹھاتی ہیں .... اتنے طویل عرصہ تک اس کی دینی اور اعتقادی وحدت اور یکسانی قائم رہی۔"

(قادیانیت صفحہ ۱۸۱)

حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ اگرچہ نام امت محمدیہ ہی کا ہے مگر سب امت پراگندہ ہو کر بیشمار فرقوں میں منقسم ہو چکی ہے۔ اور اسی کی طرف آنحضرت صلعم نے اشارہ بھی فرمایا تھا یہ انتشار نبی کی ضرورت پر شاہد و ناطق ہے۔ ندوی صاحب اسلام کی "آبیاری" کی ضرورت کو تو تسلیم کرتے ہیں اور "نئے باغبان" کی بجائے پرانے باغبان کی انتظار میں ہیں۔

ندوی صاحب نے صفحہ ۱۸۳ پر قادیانیت کی جسارت اور جدت کے عنوان سے تحریک احمدیت سے متعلق اس امر کا اظہار کیا ہے کہ

"اسلام کے خلاف وقتاً فوقتاً جو تحریکیں اٹھیں ان میں قادیانیت کو خاص امتیاز حاصل ہے۔ وہ تحریکیں یا تو اسلام کے نظام حکومت کے خلاف تھیں یا شریعت اسلامی کے خلاف۔ لیکن قادیانیت درحقیقت نبوت محمدی کے خلاف ایک سازش ہے۔ وہ اسلام کی ابدیت اور امت کی وحدت کو چیلنج ہے۔ اس نے ختم نبوت سے انکار کرکے اس سرحدی خط کو بھی عبور کیا ہے جو اس امت کو دوسری امتوں سے ممتاز و منفصل کرتا ہے"

(ایضاً صفحہ ۱۸۳)

مولانا ندوی صاحب کو یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ احمدیہ تحریک نہ صرف یہ کہ اسلام سے بغاوت نہیں بلکہ وہ اس کی اطاعت و تائید اور حقیقی تصویر ہے۔ وہ امت کے پراگندہ شیرازہ کو ایک وحدت میں جمع کرکے اس کی سابقہ طاقت سے بڑھ کر اس میں طاقت پیدا کرنے کا بیڑا اٹھا چکی ہے۔ خدا تعالیٰ نے اسلام کی طاقت کو بحال کرکے اسے سب ادیان پر فتح و غلبہ دینے کا سامان اس کے ذریعہ کیا ہے۔ ندوی صاحب اس روشن ترین حقیقت کا انکار کرکے دنیا کو مغالطہ میں نہیں ڈال سکتے دنیا ان کے اس بیان کی حقیقت کو خوب جانتی ہے۔ اس کا اثر اس پر نہیں ہو سکتا۔ وہ لاکھ کوشش کریں کہ وہ احمدیت کو سازش قرار دیں مگر ان کی سب کوششیں ناکام و نامراد رہیں گی دنیا احمدیت کو حقیقی اسلام سمجھنے پر آخر کار مجبور ہوگی۔ اور اس کے سرچشمہ سے سیراب بھی ہوگی اور ندوی صاحب کی ارمانی اور جھوٹی آرزوئیں کبھی پوری نہ ہوں گی۔ اور اگر انہوں نے توبہ نہ کی تو وہی عرب ممالک وقت آنے پر اس حقیقت کو سمجھ لینے کے بعد ان پر ملامت کریں گے۔ جن کو انہوں نے گمراہ کرنے کی کوشش کی ہے۔

ندوی صاحب نے علامہ اقبال کی یہ رائے ہمارے سامنے رکھی ہے کہ "قادیانیوں کے سامنے صرف دو راہیں ہیں۔ یا وہ بہائیوں کی تقلید کریں یا ختم نبوت کی تاویلوں کو چھوڑ کر اس اصول کو پورے مفہوم کے ساتھ قبول کرلیں (ایضاً صفحہ ۱۸۴)

ہمیں علامہ اقبال کی اس رائے سے پورا پورا اتفاق ہے۔ ہم ختم نبوت کے پورے مفہوم پر ایمان لاتے ہیں جبکہ وہ خود اس سے گریز کرتے ہیں کیونکہ خاتم النبیین میں جو لفظ خاتم آیا ہے وہ ختم سے نکلا ہے۔ اور ختم کے ایک معنی تو ختم کرنا ہیں اور دوسرے معنی اس کے مہر کے ہیں۔ پھر مہر کا لفظ دو معنوں کے لئے استعمال ہوتا ہے (الف) بند کرنے کے لئے (ب) تصدیق اجراء تاثیر نقش و افاضہ کمال کے لئے۔ علامہ اقبال نے صرف پہلے معنوں ہی کو لیا ہے۔ اور آخری معنوں کو ترک کر دیا ہے۔ حالانکہ وہ جملہ معانی لغت سے ثابت ہیں۔ پہلے معنوں کے لحاظ سے ختم و بند کرنا اس کا منفی پہلو ہے اور دوسرے معنوں کے لحاظ سے افاضہ و تاثیر اس کا مثبت پہلو ہے جبکہ کوئی بھی مفہوم منفی و مثبت دونوں پہلوؤں کو لے کر ہی مکمل ہوتا ہے نہ کہ صرف منفی پہلو کو لے کر۔ اب کوئی ہمیں بتائے کہ خاتم النبیین کا مکمل اور پورا مفہوم احمدی لے رہے ہیں یا علامہ اقبال اور ان کے ہمنوا۔

علامہ اقبال لکھتے ہیں کہ:-

"جب میں بانیٔ احمدیت کی تصنیفات کا مطالعہ ان کے دعوائے نبوت کی روشنی میں کرتا ہوں تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنے دعوے کے ثبوت میں پیغمبر اسلام کی تخلیقی قوت کو صرف ایک نبی یعنی تحریک احمدیہ کے بانی کی پیدائش تک محدود کرکے پیغمبر اسلام کے آخری نبی ہونے سے انکار کر دیتا ہے۔ اس طرح یہ نیا پیغمبر چپکے سے اپنے روحانی مورث کی ختم نبوت پر متصرف ہو جاتا ہے"

(ایضاً صفحہ ۱۸۶)

مگر علامہ اقبال نے یہ لکھ کر ایک حقیقت پر پردہ ڈالنے کی کوشش کی ہے اور وہ یہ کہ حضرت اقدسؑ نے لکھا ہے کہ آپ کی نبوت ایک تابع و خادم نبوت ہے۔ نہ کہ کوئی الگ مستقل و مخالف نبوت اور یہ کہ آپ بروزی رنگ میں وہی خاتم الانبیاء ہیں اور

آپؐ کی نبوت کوئی الگ نبوت نہیں آنحضرت صلعم ہی کی نبوت ہے۔ اس لئے یہ جائے عذرت نہیں۔

باقی رہا تفریق بین المسلمین کا مزعومہ خطرہ اور تکفیر المومنین کا فتنہ، جو آپ کے خیال میں نئے مدعیٔ نبوت کے دعویٰ سے پیدا ہو سکتا ہے۔ اس میں پہلے کونسی کسر باقی ہے۔ وحدت کے علمبردار مسلمانوں نے خود ہی تفریق اور تکفیر کو انتہا تک پہنچا کر قوت و شوکت اسلام کو ختم کر رکھا ہے۔ پھر اس سے بڑھ کر اور کون سا خطرہ ہے، جو انہیں لاحق ہو سکتا ہے۔ اگر خدا کی طرف سے کوئی نیا نبی پیدا ہو جیسا کہ حضرت اقدس کے وجود میں پیدا ہؤا ہے تو وہ اس تفریق اور تکفیر کو مٹانے کے لئے آیا ہے۔ وہ اس لئے آیا ہے کہ وہ سب فرقوں کو متحد و منظم اور ایک پلیٹ فارم پر اکٹھا کر کے اسلام کی طاقت کو پہلے سے بڑھا دے اور دنیا سے ہر قسم کا تفرقہ و انشقاق مٹا دے۔ وہ تو اسلام کے مسلمانوں کے لئے سراسر رحمت و برکت ہے اس کے بغیر تو مسلمان لاشئے محض ہیں جب تک احادیث کے مطابق آنے والے کے ذریعہ سے نئی جماعت پیدا نہیں ہوتی۔ دنیا میں حقیقی انقلاب و امن و سلامتی و اتحاد پیدا نہیں ہو سکتا۔ اسی لئے خدائی فرقہ و جماعت کو وجہ انتشار بنانا ذہن کی پراگندگی و پستی کی دلیل اور آنحضرت صلعم کے ارشاد کی تکذیب ہے۔ اس کے یہ معنیٰ ہیں کہ مسلمان ہمیشہ ہی ذلت و نکبت کے گڑھے میں گرے رہیں اور وہ پس کر ھَبَاءً مَّنثُوراً ہو جائیں۔ یقیناً یہ اسلام کے ساتھ ایک کھلی عداوت ہے نہ کہ اس سے ہمدردی و اخلاص۔ اصل بات یہ ہے کہ مسلمانوں کے ایمان کے ضائع ہو جانے کے ساتھ ان کی عقل بھی ماری گئی ہے وہ اپنی اس پست ذہنیت کو محسوس کرنے کے قابل ہی نہیں رہے۔ اور شوق ہے قوم کی لیڈری کا

مودودی صاحب نے مولوی محمد علی صاحب کا بھی ایک حوالہ اپنی تائید میں درج کیا ہے وہ یہ کہ اجرائے نبوت کے عقیدہ سے تکفیر المسلمین اور انتشارِ امت لازم آتا ہے مگر مولوی صاحب نے خود تمام مسلمانوں کو ختمِ نبوت کا منکر قرار دے کر ان کو دائرۂ اسلام سے خارج قرار دے دیا ہوا ہے پھر ان کا مزعومہ اتحاد اور ردّ تکفیر اہل قبلہ کہاں رہا۔ اس کا کوئی بھی کچھ جواب نہیں دیتا۔ نہ اس کا جواب کبھی مولوی محمد علی صاحب نے دیا۔ اور نہ ان کا کوئی ہم نوا اب تک اس طرف کا رُخ کرتا ہے۔ مگر تکفیر المسلمین کا رونا سبھی روئے جاتے ہیں۔

مولوی محمد علی صاحب جو اتحاد المسلمین کا ڈھنڈورا پیٹ رہے ہیں انہوں نے خود تمام فرقوں کا گلا کاٹ کر رکھ دیا ہے۔ اور جماعتِ احمدیہ میں تفرقہ ڈال کر ایک الگ گروہِ خوارج کی بنیاد ڈال دی ہے۔ جو ڈیڑھ اینٹ کی مسجد کا مصداق ہے۔ پھر اسلامی وحدت کہاں رہی۔ اور مولوی صاحب موصوف کی تصنیف "ردّ تکفیر اہل قبلہ" کا مزعومہ اتحاد اور یکجہتی کہاں گئی؟

کوئی بتلائے کہ ہم بتلائیں کیا

اس پر بھی مولوی محمد علی صاحب ہم سے پوچھتے ہیں کہ:-

"وہ خدا جو محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر کل دنیا کی قوموں کو ایک کرنے کا ارادہ ظاہر کر چکا ہے کیا اب وہ مسلمانوں کو اس طرح ٹکڑے کر دے گا کہ ایک دوسرے کو کافر کہہ رہے ہوں"

(بحوالہ قادیانیت ص ۱۹۱)

مگر مولوی صاحب کو اس امر کا علم نہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی تحریرات میں اس کا جواب دے رکھا ہے کہ حسبِ پیشگوئی آنحضرت صلعم کے بعد آنے والا آپؐ کی ہی بعثت ثانیہ ہے نہ کہ کوئی الگ مخالف نبی۔ خدا تعالیٰ کا منشا ہے کہ زوال و انتشارِ اسلام کے بعد وہ مسیح موعود کے ذریعہ سے محبت کے لئے مسلمانوں میں کامل اتحاد پیدا کرے۔ چنانچہ جب ان کے سامنے حضور کی تحریر پیش کی جاتی ہے تو وہ کہہ دیتے ہیں کہ تم اسے بار بار .... میرے سامنے کیوں پیش کرتے ہو۔ مولوی صاحب خود مانتے ہیں کہ مسیح موعود کے ذریعہ ایسا اتحاد یقیناً پیدا ہوگا۔

مولوی صاحب لکھتے ہیں:-

"یاد رکھو کہ اسلام کو کل ادیان پر غالب کرنے کا وعدہ سچا ہے تو یہ مصیبت کا دن اسلام پر کبھی نہیں آسکتا کہ ہزاروں نبی اپنی اپنی ٹولیاں علیحدہ علیحدہ لئے پھرتے ہوں اور ہزارہا ڈیڑھ اینٹ کی مسجدیں ہوں"

(ایضاً ص ۱۹۱)

مولوی صاحب حضرت اقدسؑ کے اس موقف سے ہٹ گئے ہیں کہ خاتم النبیین کی ختمِ نبوت کا مثبت تقاضا یہ ہے کہ آپؐ کے افاضۂ کمال و تاثیر و برکات کا عملی ثبوت پیش کرنے کے لئے آپ کی اتباع میں کم از کم ایک نبی تو ضرور کھڑا ہو۔ ورنہ آپؐ کے افاضۂ کمال کا کوئی بھی ثبوت نہیں رہتا۔ مگر جو تفرقہ و انتشار پیدا ہو چکا تھا اس کو دور کر کے اخوت و اتحادِ اسلامی پیدا کرنے کے لئے ہر حال میں ایک نبی کی ضرورت تھی اور مسلمان بھی اس ضرورت کو تسلیم کرتے ہیں اور خوب جانتے ہیں کہ یہ عالمگیر تفرقہ بعثت نبی کے بغیر دور ہونا ناممکن ہے۔ اسی لئے وہ مسیح کے نزول کے منتظر ہیں۔ مگر وہ نہیں سوچتے کہ بقول اقبال وہ "پیغمبر اسلام کے آخری نبی ہونے سے انکار" کر رہے ہیں اس طرح ان کا یہ پرانا پیغمبر "چپکے سے اپنے روحانی مورث کی ختمِ نبوت پر متصرف ہو جاتا ہے (ایضاً ص ۱۸۷) اور آخری نبی بن جاتا ہے۔ مسلمانوں کے لئے یہ ایک عظیم لمحۂ فکریہ ہے۔

جو اعتراض وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت کے خلاف کھڑا کر رہے ہیں وہ خود ان کے خلاف پڑتا ہے کیونکہ وہ حضرت مسیح ناصری کو آخری نبی یقین کرتے ہیں نہ کہ آنحضرت صلعم کو۔

اس جگہ ہم اس امر کی ضرورت محسوس کرتے ہیں کہ ہم آنحضرت صلعم کی ختمِ نبوت کے مثبت پہلو کو ان پر واضح کریں اور ان کو بتا دیں کہ نبوت کا سلسلہ خدا تعالیٰ کی طرف سے دائمی طور پر شروع کیا گیا تھا نہ کہ وقتی طور پر۔ اللہ تعالیٰ فرشتوں اور حضرت آدمؑ سے لے کر آنحضرت صلعم تک متواتر سلسلۂ نبوت کا ابدی عہد کرتا چلا آیا ہے اور اس متواتر عہد و پیماں کو قرآن کریم میں بار بار دہرا کر اور اس کا اعادہ کر کے اسے قائم رکھا ہے۔ اس کی تفصیل ہم آگے پیش کر رہے ہیں۔

مولانا مودودی صاحب آنحضرت صلعم کے بعد ایک مصلح کی ضرورت ان الفاظ میں بیان فرماتے ہیں:-

"ہم کو اس عالم اسلامی پر ایک نظر ڈالنی چاہیئے جس میں اس تحریک کا ظہور ہؤا اور یہ دیکھنا چاہیئے کہ انیسویں صدی کے نصف آخر میں اس کی کیا حالت تھی۔ اور اس کے حقیقی مسائل و مشکلات کیا تھے اس عہد کا سب سے بڑا واقعہ جس کو کوئی مؤرخ اور کوئی مصلح نظر انداز نہیں کر سکتا یہ تھا کہ اس زمانہ میں یورپ نے عالم اسلام پر بالعموم اور ہندوستان پر بالخصوص یورش کی تھی۔ اس کے جلو میں جو نظامِ تعلیم تھا وہ خدا پرستی اور خدا شناسی کی روح سے عاری تھا۔ جو تہذیب تھی وہ الحاد اور نفس پرستی سے معمور تھی۔ عالم اسلام ایمان، علم اور مادی طاقت میں کمزور ہو جانے کی وجہ سے اس نوخیز و مسلح مغربی طاقت کا آسانی سے شکار ہو گیا۔ اس وقت ہر دو جنس کی نمائندگی کے لئے صرف اسلام ہی میدان میں تھا) اور یورپ کی ملحدانہ اور مادہ پرست تہذیب میں تصادم ہؤا۔ اس تصادم نے ایسے نئے سیاسی تمدنی علمی اور اجتماعی مسائل پیدا کر دئے جن کو صرف طاقتور ایمان، راسخ و غیر متزلزل عقیدہ و یقین، وسیع اور عمیق علم، غیر مشکوک اعتماد و استقامت ہی سے حل کیا جا سکتا تھا۔ اس صورتِ حال کا مقابلہ کرنے کے لئے ایک طاقتور علمی و روحانی شخصیت کی ضرورت تھی جو عالم اسلام میں روحِ جہاد اور مسلمانوں میں اتحاد پیدا کر دے۔ جو اپنی ایمانی قوت اور دماغی صلاحیت سے دین میں ادنیٰ تحریف و ترمیم قبول کئے بغیر اسلام کے ابدی پیغام اور عصر حاضر کی بے چین روح کے درمیان مصالحت و رفاقت پیدا کر سکے اور شوخ و پرجوش مغرب سے آنکھیں ملا سکے۔

دوسری طرف عالمِ اسلام مختلف دینی و اخلاقی بیماریوں اور کمزوریوں کا شکار تھا۔ اس کے چہرہ کا سب سے بڑا داغ وہ شرکِ جلی تھا جو اس کے گوشہ گوشہ میں پایا جاتا تھا۔ قبریں اور تعزیہ بے محابا پُج رہے تھے غیر اللہ کے نام کی صاف صاف دہائی دی جاتی تھی۔ بدعات کا گھر گھر چرچا تھا۔ خرافات اور توہمات کا دور دورہ تھا۔ یہ صورتِ حال ایک ایسے دینی مُصلح اور داعی کا . . . تقاضا کر رہی تھی جو اسلامی معاشرہ کے اندر جاہلیت کے اثرات کا مقابلہ اور مسلمانوں کے گھروں میں اس کا تعاقب کرے جو پوری وضاحت اور جرأت کے ساتھ توحید و سنت کی دعوت دے اور اپنی پوری قوت کے ساتھ اَلَا لِلّٰہِ الدِّیْنُ الْخَالِصُ کا نعرہ بلند کرے۔

اس کے ساتھ بیرونی حکومت اور مادہ پرست تہذیب کے اثر سے مسلمانوں میں ایک خطرناک اجتماعی انتشار اور افسوسناک اخلاقی زوال رونما تھا۔ اخلاقی انحطاط و فسق و فجور کی حد تک تعیش و اسراف نفس پرستی کی حد تک، حکومت و اہلِ حکومت سے مرعوبیت۔ ذہنی غلامی اور ذلت کی حد تک مغربی تہذیب کی نقالی اور حکمران قوم (انگریز) کی تقلید کفر کی حد تک پہنچ رہی تھی اس وقت ایک ایسے مصلح کی ضرورت تھی جو اخلاقی و ذہنی انحطاط کی بڑھتی ہوئی رَو کو روکے اور اس خطرناک

درخواستِ دعاء:- مکرم عبدالحی صاحب امروہوی اور ان کے بھائی مکان کی دیوار گرنے سے زخمی ہو گئے ہیں۔ شفایابی کیلئے درخواستِ دعا ہے فریاد احمد امروہوی۔ قادیان

رحجان کا مقابلہ کرے جو محکومیت اور غلامی کے اس دور میں پیدا ہو گیا تھا تعلیمی و علمی حیثیت سے حالت یہ تھی کہ عوام اور محنت کش طبقہ دین کے مبادی و اولیات سے ناواقف اور دین کے فرائض سے بھی غافل تھا جدید تعلیم یافتہ طبقہ شریعتِ اسلامی تاریخِ اسلام اور اپنے ماضی سے بے خبر اور اسلام کے مستقبل سے مایوس تھا اسلامی علوم رو بہ زوال اور پرانے تعلیمی مرکز عالم نزع میں تھے۔ اس وقت ایک طاقتور تعلیمی تحریک اور دعوت کی ضرورت تھی۔ نئے مکاتب و مدارس کے قیام نئی اور موثر اسلامی تصنیفات اور نئے سلسلۂ نشر و اشاعت کی ضرورت تھی جو امت کے مختلف طبقوں میں مذہبی واقفیت دینی شعور اور ذہنی اطمینان پیدا کرے اس سب کے علاوہ اور اس سب سے بڑھ کر عالم اسلام کی سب سے بڑی ضرورت یہ تھی کہ انبیاء علیہم السلام کے طریق دعوت کے مطابق اس امت کو ایمان اور عمل صالح اور اس صحیح اسلامی زندگی اور سیرت کی دعوت دی جائے جس پر اللہ تعالےٰ نے فتح و نصرت و دشمنوں پر غلبہ اور دین و دنیا میں فلاح و سعادت اور سربلندی کا وعدہ فرمایا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ عالم اسلام کی ضرورت دینِ جدید نہیں ایمانِ جدید ہے .... دین کے ان ابدی حقائق و عقاید اور تعلیمات پر نئے ایمان اور نئے جوش کی ضرورت تھی۔ جس سے زمانہ کے نئے فتنوں اور زندگی کی نئی ترغیبات کا مقابلہ کیا جا سکے۔"

(ایضاً صفحہ ۲۱۵ تا صفحہ ۲۲۱)

مولانا صاحب نے زمانہ کی ضروریات اور زوال اسلام تسلیم کرکے بتایا ہے کہ اسلام کو ایک مصلح کی ضرورت تھی۔ وہ آکر یکدم ان ضروریات کو پورا کرتا۔ حیرت ہے کہ مولوی صاحب ضروریات تو وہ بیان کرتے ہیں جو نبی کی داعی ہیں۔ مگر فرماتے یہ ہیں کہ ان کو پورا کرنے کے لئے سابقہ ادوار کی طرح کسی "نئے پیغمبر کی ضرورت نہیں" حالانکہ برخلاف اس کے وہ مانتے اور لکھتے چلے جاتے ہیں کہ مسیح آسمان پر بیٹھا ہے اس کا نزول ضروری ہے۔ مگر مولوی صاحب کا دماغ اس قدر چکرا یا ہوا ہے کہ اپنے اس تضادِ بیان کو سمجھنے کا احساس ہی نہیں۔

مذکورہ بیان ضرورت مصلح میں وہ یہ تسلیم کرتے ہیں کہ "اسلامی علوم رو بہ زوال اور پرانے تعلیمی مرکز عالم نزع میں تھے" مگر پھر دوسری طرف اس کے خلاف یہ بھی فرماتے ہیں کہ مرزا صاحب نے "اپنے اور مسلمانوں کے درمیان ایک آہنی ناقابلِ عبور دیوار کھڑی کر دی ہے جس کے ایک جانب ان کے متبعین کی ایک چھوٹی سی جماعت ہے جو چند ہزار افراد پر مشتمل ہے اور دوسری طرف پورا عالمِ اسلام ہے جو مراکش سے چین تک پھیلا ہوا ہے اور جس میں عظیم ترین افراد صالح ترین جماعتیں اور مفید ترین ادارے ہیں۔" (قادیانیت صفحہ ۲۲۳)

نیز لکھتے ہیں :-

"اسلام جس کو رسول اللہ صلعم لے کر آئے وہ آج بھی دنیا کی عظیم ترین روحانی طاقت ہے۔ اور آج اس کے ساتھ ایک عظیم الشان امت ہے۔"

(قادیانیت صفحہ ۲۲۶)

غرضیکہ ان کی باتوں میں جابجا اختلاف پایا جاتا ہے۔ ضرورت مصلح کو تسلیم کرتے ہوئے امت اور اس کے مراکز کو عالم نزع میں بتایا لیکن جب اس ضرورت کے لئے کسی مصلح کے کھڑا ہونے کا سوال آیا تو اسی حالت نزع والی امت کو آگے کر دیا۔ گویا مریض موجود ہے۔ معالج کی ضرورت مسلّم ہے مگر اسی مریض کو اپنا معالج قرار دے دیا ہے۔

یہ ہیں چودھویں صدی کے ان علماء کے ہتھکنڈے جو نہیں چاہتے کہ اسلام ان کے ظالم ہاتھوں سے چھٹکارا پا کر کسی محافظ کی حفاظت میں آئے۔ مولوی صاحب موصوف نے جماعت احمدیہ کو خلافِ واقعہ چند ہزار کی قلیل جماعت قرار دیا ہے اور اس کی وسعت اور کارہائے نمایاں کی طرف سے آنکھیں بند کر لی ہیں۔ دنیا ان کے اس بیان کی وقعت کو خوب جانتی ہے۔ انہوں نے عالم اسلام کو مفید ترین معاشرہ بتایا۔ اور پراگندہ طبع امت کو عظیم الشان قرار دیا ہے۔ حالانکہ وہ اس معاشرے و امت کے متعلق خود ہی تسلیم کر چکے ہیں کہ وہ مردہ اور لاشۂ بے جان ہے

(باقی آئندہ)

منقولات !

ایران اور ماڈرن ایران

خواجہ حسن ثانی نظامی (جن کا صحیح نام خواجہ حسن نظامی ثانی ہونا تھا۔ ادبی حیثیت سے اب رفتہ رفتہ اپنے پدرِ بزرگوار کی جانشینی کا حق ادا کرتے جاتے ہیں۔ ان کے تازہ زیارت نامہ ایران و عراق سے :-

"اصفہان میں اپنی سیر کی ابتداء میں نے مدرسہ چہار باغ سے کی ... مدرسہ کیا ہے ایک نہایت حسین و جمیل شاندار محل ہے۔ قبلہ رُخ نماز کے لئے مسجد کے عالیشان ایوان اور خوبصورت گنبد اور باقی تین رُخ کئی منزلہ مدرسہ کے حجرے۔ سب کے سب فن تعمیر، آرائش و زیبائش کا لاجواب نمونہ ... مگر مدرسہ ایران۔ مسجد ویران۔ اب یہ جگہ صرف سیاحوں کے دیکھنے کے لئے رہ گئی ہے !!

مسجد شاہ۔ اس مسجد کو تاج محل اور دہلی کی جامع مسجد کا تقریباً ہم عصر اور ہم پلّہ سمجھئے۔ ... مسجد شاہ اور مسجد لطف اللہ میں اندر باہر سر سے پیر تک چھوٹے چھوٹے چینی کے ٹائلوں سے جو ڈیزائن بنائے گئے ہیں اور جو طغرے لکھے گئے ہیں انہیں دیکھ کر یقین نہیں آتا کہ یہ آدمی کے ہاتھ کا کام ہے ... مسجد لطف اللہ بیگمات کے لئے بنائی گئی تھی۔ ایک خاص کیفیت آج بھی محسوس ہوتی ہے حالانکہ اب کوئی نماز نہیں پڑھتا۔ صرف سیاح ٹکٹ لے کر آتے ہیں اور سیر کرکے چلے جاتے ہیں۔ مسجد شاہ میں بھی یہی حال ہے۔ صرف دروازے کے پاس کوئی بھولا بھٹکا مذہبی رجعت پسند اللہ کے آگے سر جھکا بیٹھا ہے اندر تو غیر ملکی سیاح اور ان کے ہمراہ ایرانی عورت مرد گھٹنے کھلے لباس زیبِ تن کئے اور جوتے پہنے مٹر گشت کرتے رہتے ہیں۔ دونوں مسجدوں پر دو روپیہ کا ٹکٹ لگا ہوا ہے۔"

یہ افسردہ کن حالات پڑھ کر فرمایئے کوئی بھی خوشی اس بات سے باقی رہے گی کہ دنیا میں آزاد مسلمان ملکوں کی تعداد اب دو چار سے کئی گنا بڑھ کر ۲۷ کی حد تک گئی ہے۔ کاش اب بھی دو چار رہتے، اب بھی محکوم رہتے۔ مگر مسلمان تو رہتے۔ اپنے اسلام کو فرسودہ اور قصۂ پارینہ تو نہ سمجھ لیتے ___ اکبر نے پچاس سال قبل ہندوستان کے ترقی یافتہ مسلمانوں کا رونا یوں رویا تھا ؎

نہ نماز ہے نہ روزہ نہ زکات ہے نہ حج ہے ۔۔۔ تو خوشی پھر اس کی کیا ہو کوئی جنٹ ہے کوئی جج ہے

اس "ماضی" سے کہیں زیادہ حسرت ناک تو یہ "حال" ہے ___ اسی قلم سے ایک دوسرا منظر :-

"وردی پوش ایرانی میزبانوں کے ساتھ ایک قافلہ اپنی طرف کے لوگوں کا بھی نظر پڑا۔ ساڑیوں کو دیکھ کر میں سمجھا کہ ہندوستانی ہیں۔ بعد میں لاؤڈ اسپیکر سے اعلان ہونے لگا کہ پاکستان سے گانے ناچنے والوں کا ایک طائفہ آیا ہے۔ چہار باغ میں رات کو ان کا پروگرام ہے۔ اس وقت میں نے اندازہ لگایا کہ جس قافلہ کو میں نے دیکھا تھا وہ یہی پاکستانی طائفہ تھا۔ رات کو واپس ہوٹل آیا تو خیابان چہار باغ میں ایک دھوم مچی ہوئی تھی۔ ہر طرف کپڑے کے بینر زBanners لگے ہوئے تھے لاؤڈ اسپیکر پر پاکستانی اور ایرانی موسیقی کے ریکارڈ بجائے جا رہے تھے دوستی کے اعلان ہو رہے تھے۔ اور ایرانی جوانوں کے گروپ جوق جوق اس طرف جا رہے تھے جہاں کلچرل پروگرام ہونے والا تھا۔"

گویا جتنی جگہ دلوں میں اور ذہن پر رکوع و سجود و قیام و قعود سے خالی ہوتی جا رہی ہے اسی قدر وسعت طنبورہ و ہارمونیم، راگ اور گانے بھڑکنے اور مٹکنے کے لئے نکلتی آرہی ہے اور کلچر کے معنی بجائے ادیبوں شاعروں اور مقرروں کے میل ملاپ کے صرف گویوں اور مغنیوں کے جمگھٹ کے رہ گئے ہیں! (صدق جدید ۱۹/۹/۶۹ء)

ماڈرن ایران

خواجہ حسن ثانی نظامی دہلوی کے زیارت نامہ عراق و ایران کے کچھ ٹکڑے پچھلے نمبر میں نکل چکے ہیں۔ ایک ٹکڑا آج ملاحظہ ہو :-

"کہنے کو یہ اصفہان کی مسجد جمعہ ہے مگر جب جمعہ کی نماز ہی یہاں نہیں ہوتی تو پھر اس کو ہفتہ مسجد اتوار مسجد کچھ ہی کہہ لیجئے بلکہ بے جماعت مسجد کہا جائے تو بہتر ہوگا کیونکہ کوئی بھی باجماعت نماز یہاں کی مسجدوں میں نہیں ہوتی ... تہران میں جمعہ کی نماز ہوتی ہے مگر صرف دو جگہ۔ ایک دور دراز سُنّیوں کی چھوٹی سی مسجد میں اور دوسرے کسی بچوں کے اسکول میں جہاں ہندوستان و پاکستان کے باشندے نماز جمعہ کے لئے جمع ہو جاتے ہیں ... رمضان کے نمازی مشہور ہی ہیں۔ پہلا جمعہ ہونے کی وجہ سے خوب مجمع تھا۔ جگہ ناکافی رہی۔ ایرانی باشندے بھی تھے مگر انگلیوں پر گنے جانے کے قابل۔ زیادہ نمازی غیر ملکی تھے"

شیعوں کے بے نماز ہو جانے سے دل اور زیادہ دُکھا۔ یہ آخر کیسی شیعیت ہے اور کس کی پیروی ہے ؟ امیر المومنین حضرت علیؓ کی ؟ حضرت حسنؓ کی ؟ حضرت حسینؓ کی ؟ باقی ائمہ معصومین میں سے کسی کی ؟ یا خدانخواستہ فقہ جعفری سے نماز کی فرضیت اڑا دی گئی ہے ؟" (صدق جدید ۱۹/۹/۶۹)

ایمان فروختم وچہ ارزاں فروختم

ایک ہفتہ وار معاصر کے کالموں سے :-

"جیسا کہ معلوم ہے کہ لاٹری میں ایک ٹکٹ صرف ایک روپیہ کا ہوتا ہے۔ یہ ایک ایک روپیہ کا ٹکٹ اتنا زیادہ بکتا ہے کہ اس کی مجموعی آمدنی سال میں تقریباً ۲۵ کروڑ تک پہنچ جاتی ہے۔ اگر یہی اپیل ہم اپنی قوم سے کریں کہ ہر شخص ایک ایک روپیہ دے اس طرح محض ایک ایک روپیہ کے تعاون سے مجموعی طور پر آٹھ کروڑ روپیہ جمع ہو سکتا ہے تو مشکل ہی سے کسی نتیجہ خیز جواب کی توقع کی جا سکتی ہے۔ لاٹری کی کشش لوگوں کو آمادہ کر سکتی ہے کہ وہ ایک ایک روپیہ دے کر صرف ایک سال میں ۲۵ کروڑ روپیہ جمع کر دیں مگر ملت کی تعمیر میں اتنی کشش نہیں کہ ایک ایک روپیہ دے کر ہم اپنی تعداد کے بقدر روپیہ اکٹھا کر سکیں"

تعمیرِ ملت ہی کی کشش تک بات کیوں رکھیے۔ اب جنت ہی کی کشش کس میں باقی رہ گئی ہے؟ اگر ۲۵ فیصدی مسلمانوں میں بھی جنت کی کشش باقی ہوتی جو قرآن ان میں پیدا کرنا چاہتا ہے تو روئے زمین کے سارے مسلمانوں پر آج وہ خستہ حالی بلکہ پامالی اور درماندگی ہی کیوں طاری ہوتی جو ہم اور وہ دوست و دشمن جو اپنے اور بیگانے سب ہی دیکھ رہے ہیں ! (صدق جدید ۹/۹/۶۹ء)

جماعتِ احمدیہ باڑی پورہ کشمیر کا کامیاب جلسہ سالانہ

(رپورٹ مرتبہ مکرم مولوی منظور احمد صاحب گھنوکے کارکن نظارت دعوۃ و تبلیغ رکن تبلیغی وفد)

۲۱ ستمبر کو بوقت ساڑھے گیارہ بجے دن جماعت احمدیہ باڑی پورہ کشمیر کے زیر اہتمام ایک تربیتی و تبلیغی جلسہ منعقد ہوا جس کی صدارت کے فرائض مکرم چودھری مبارک علی صاحب فاضل ناظر بیت المال (آمد) نے سرانجام دیئے۔

مکرم مولوی عبد الرحیم صاحب کی تلاوت قرآن کریم کے بعد امیر وفد نے لوائے احمدیت لہرانے کی رسم ادا کی۔ بعد ازاں مکرم مولوی بشیر احمد صاحب خادم نے ایک نظم نہایت خوش الحانی سے پڑھ کر حاضرین کو محظوظ کیا۔

سب سے پہلی تقریر مکرم مولوی شیخ غلام نبی صاحب مبلغ یادگیر نے بعنوان "شانِ خاتم النبیینؐ" کی۔ موصوف نے سرورِ کائنات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اعلیٰ و ارفع شان کو قرآن کریم اور سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مبارک تحریرات و منظوم کلام کی روشنی میں واضح کیا۔ اور بتایا کہ ابتدائے آفرینش سے قیامت تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کا کوئی انسان نہ پیدا ہوا ہے اور نہ پیدا ہوگا۔ آپؐ کے اخلاق اور آپؐ کی تعلیمات بے مثال ہیں۔ اور رہتی دنیا تک عالم انسانیت کے لئے مشعلِ راہ رہیں گے۔

موصوف نے اپنی تقریر کے آخر میں حضرت رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کے افاضہ روحانی کے تا قیامت جاری و ساری رہنے کے ثبوت میں حضرت مسیح موعود مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی متعدد ولولہ انگیز تحریرات بھی سامعین کے سامنے رکھیں جن میں حضور نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بلند اور ارفع مقام بیان فرمایا ہے۔

آپ کے بعد مکرم عبد المجید صاحب نے نظم پڑھی۔ دوسری تقریر خاکسار نے "ختم نبوتؐ" کے عنوان پر کی۔ خاکسار نے ختم نبوت سے متعلق جماعت احمدیہ کے موقف کے ثبوت میں قرآن کریم۔ حدیث شریف۔ اقوال ائمہ سلف اور سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعدد اقتباسات اور حوالجات پیش کرکے بتایا کہ ختم نبوت کے متعلق جماعت احمدیہ کا موقف ہی درست ہے اور شانِ ختم نبوت کے عین مطابق ہے۔

بعدہٗ مکرم غلام نبی صاحب ناظر نے اپنے مخصوص و موثر انداز میں ایک نظم پڑھی جو بہت پسند کی گئی

تیسری تقریر مکرم الحاج مولوی بشیر احمد صاحب فاضل امیر وفد کی ہوئی۔ آپ نے "قرآن کریم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعض اہم اور ضروری پیشگوئیاں" کے موضوع پر ایک مفصل تقریر کی۔ بالخصوص زمانہ حاضرہ کے متعلق پیشگوئیوں اور واقعات پر وضاحت سے روشنی ڈالی۔ آپ نے بتایا کہ قرآن کریم میں آخری زمانہ کے متعلق جو پیشگوئیاں بیان ہوئی ہیں وہ کچھ تو من وعن پوری ہو چکی ہیں اور کچھ اپنے وقت پر پوری ہوں گی۔

موجودہ دور کے ایک اہم ترین واقعہ یعنی انسان کے چاند پر پہنچنے کے واقعہ کا آپ نے خاص طور پر ذکر کیا۔ اور بتایا کہ یہ قرآن کریم کی چودہ سو سال قبل بیان کردہ پیشگوئی کے مطابق ہے۔ اور مسلم عوام جو قرآن کریم کی ان عظیم الشان پیشگوئیوں پر نظر نہیں رکھتے وہ نہیں جانتے کہ یہ تو علیم و خبیر ہستی کی چودہ سو سال قبل کی بتائی ہوئی خبریں ہیں جن کا ذکر سورۃ تکویر میں موجود ہے۔

فاضل مقرر نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس پیشگوئی کا بھی ذکر کیا جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت اور خلافت علیٰ منہاج نبوت سے تعلق رکھتی ہے۔ اور بتایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ پیشگوئی اپنی پوری شان اور پوری تفصیل کے ساتھ پوری ہو چکی ہے۔ اور اب اسلام کی نشاۃ ثانیہ کا کام اللہ تعالیٰ نے احمدیت کے سپرد کیا ہے۔ اور یہ اللہ تعالیٰ کا محض فضل ہے کہ ہماری جماعت فرض شناسی کے جذبہ کے ساتھ اس اہم اور مبارک کام کو انجام دے رہی ہے۔ اور آج خدا کے فضل اور اس کی تائید و نصرت کے ساتھ ہمارے تبلیغی مشن ساری دنیا میں پھیل کر قرآن کریم کی تعلیم کو پھیلاتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بلند اخلاقِ فاضلہ سے دنیا کو روشناس کروا رہے ہیں اور وہ دن دور نہیں جب دنیا کے ہر کنارے تک اسلام کا جھنڈا بلند ہوگا۔

آپ نے اس تسلسل میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تحریرات کے بعض اقتباسات سنائے جن سے اس امر کی نشاندہی ہوتی ہے کہ مستقبل قریب میں احمدیت کے ذریعہ اسلام کی سربلندی کا ظہور ہونے والا ہے اس کے ساتھ ہی سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے بھی بعض تبشیری اور انذاری اقتباسات جو آپ نے یورپین اقوام کو خطاب فرماتے ہوئے ارشاد فرمائے ہیں پڑھ کر سنائے اور آخر میں احمدیت کے روشن اور درخشاں مستقبل کے متعلق سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک ایمان افروز اقتباس پڑھ کر سنایا۔

اس کے بعد مکرم مولوی بشیر احمد صاحب خادم نے ایک نظم پڑھی۔ اور پھر جلسہ کی چوتھی تقریر مکرم مولوی عبد الحق صاحب فضل نے "وفاتِ مسیح" کے عنوان پر کی۔ آپ نے قرآن کریم اور احادیث اور اقوالِ ائمہ کی روشنی میں وفاتِ مسیح ناصری کا ناقابل تردید ثبوت پیش کیا۔

اس کے بعد مکرم چودھری مبارک علی صاحب فاضل صدر جلسہ نے صدارتی تقریر فرمائی جس میں خلافتِ احمدیہ کی برکات پر وضاحت سے روشنی ڈالی۔ اور بتایا کہ خلافتِ حقہ کے ساتھ وابستگی اختیار کرنے والوں نے خدا کے فضلوں اور رحمتوں سے حصہ پایا۔ اور خلافت سے منہ موڑنے والے ہر قسم کی سعادت سے محروم رہ گئے۔

اس کے بعد مکرم مولوی غلام نبی صاحب ناظر نے کشمیری زبان میں ایک نظم پڑھی اور پھر مکرم مولوی بشیر احمد صاحب فاضل نے مسجد اقصیٰ کے جلائے جانے کے متعلق ایک احتجاجی ریزولیشن پڑھ کر سنایا جس کی تمام حاضرین جلسہ نے جوش و خروش سے تائید کی

مکرم غلام محمد صاحب میر صدر جماعت احمدیہ باڑی پورہ نے حاضرین جلسہ مبلغین کرام اور باہر سے آنے والے مہمانوں کا شکریہ ادا کیا اور بعد دعا یہ جلسہ ساڑھے تین بجے ختم ہوا۔ جلسہ میں لاؤڈ سپیکر کا بہت اچھا انتظام تھا۔ اس انتظام کے لئے مکرم غلام نبی صاحب ناظر خاص شکریہ کے مستحق ہیں

جلسہ باڑی پورہ میں مختلف جماعتوں کے دوستوں نے اخلاص و محبت کے ساتھ شرکت کی ہوئے اور جماعت باڑی پورہ نے سب دوستوں کی تواضع چائے سے کی۔ بعض دوستوں کو رات باڑی پورہ میں قیام کرنا پڑا ان کے قیام و طعام کا انتظام بھی جماعت باڑی پورہ نے کیا جزاہم اللہ۔ اللہ تعالیٰ اس جماعت کے تمام افراد کو بہتر اجر عطا فرمائے۔ اور خدمتِ دین کے لئے ان کی کوششوں کو بارآور فرمائے۔ آمین

وعدے اور ادائیگی میں تاخیر کے نقصانات

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ نے تحریک جدید کے وعدے اور ادائیگی میں تاخیر کے پانچ نقصانات بیان فرمائے ہیں :-

۱۔ مومن کی نیت کے ساتھ ثواب شروع ہو جاتا ہے۔ دیر سے وعدہ کرنے والا اس ثواب سے اتنا عرصہ محروم رہتا ہے۔

۲۔ اگر کوئی شخص تقدیر الٰہی سے فوت ہو جائے تو وعدہ نہ کرنے کی وجہ سے وہ چندہ دینے کی نیت کے ثواب سے محروم رہ گیا۔

۳۔ جلد وعدہ اور ادائیگی نہ کرنے سے دفتر کو اخبار، خطوط اور گشتی مراسلوں کے ذریعہ زاید اخراجات کرنے پڑتے ہیں

۴۔ ڈر ہے کہ اس مالی نقصان کی وجہ سے احباب کے ثواب میں اس قدر کمی نہ ہو جائے پھر یہ زاید جبری اخراجات اصل کام کے اخراجات میں کمی کرنے کا باعث بنتے ہیں۔

۵۔ تاخیر کی وجہ سے مرکز میں کارکنوں کو پریشانی اٹھانی پڑتی ہے۔ اور کوئی بھی پسند نہ کرے گا کہ مرکز میں جو خدمتِ دین بجا لا رہے ہیں انہیں کسی قسم کی پریشانی اٹھانی پڑے۔

(بدر ۳؍ ۱۰ ہش مطابق ۱۰؍ مارچ ۱۹۶۶ء)

امید ہے کہ احباب کرام حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد کی تعمیل میں اپنے وعدوں اور ان کی ادائیگی میں تاخیر نہیں کریں گے۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے سب احباب کو سابقون الاولون میں شامل ہونے کی توفیق بخشے۔ آمین

وکیل المال تحریک جدید قادیان

لوکل فنڈ اور عہدیداران جماعت کی ذمہ داریاں

لوکل فنڈ کا باقاعدہ رسیدات کے ساتھ آمد و خرچ کا حساب رکھنا ضروری ہے

ہم سب کا یہ ایمان ہے کہ سلسلہ احمدیہ خدا تعالیٰ کے ہاتھ کا لگایا ہوا وہ پودا ہے جو بڑھے گا پھولے گا اور پھیلے گا۔ اور جلد ہی وہ وقت بھی آئے گا کہ دنیا کی ہر قوم اس کے سائے تلے آرام کرے گی۔

مگر اے بھائیو! دوسری طرف خدا تعالیٰ کی یہ بھی سنت ہے کہ اگر وہ لوگ جن کو خدا تعالیٰ نے کسی نہ کسی رنگ میں جماعت کی اہم خدمت کا موقع دیا ہے، نظام کی ان کڑیوں کو نظر انداز کرنا شروع کر دیں جن پر کسی سلسلہ یا نظام کی مضبوطی کا دارو مدار ہے تو آہستہ آہستہ الٰہی سلسلوں میں بھی ایک کمزور عنصر پیدا ہو جاتا ہے جس کی وجہ سے سلسلہ کی مضبوطی اور ترقی متاثر ہوتی ہے۔

آج دنیا میں جماعت احمدیہ ہی ایک ایسی جماعت ہے جسے اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ طرۂ امتیاز حاصل ہے کہ ہمارا ایک مرکز اور ایک واجب الاطاعت امام ہے۔ اور ہم سب نظام کی ایک ہی رسی سے بندھے ہوئے ہیں اور اتحاد و اتفاق کا ایسا شاندار نمونہ پیش کر رہے ہیں جس کی مثال کہیں اور نہیں مل سکتی۔

مرکز کی طرف سے مفاد سلسلہ کے تحت چندہ جات کی مختلف تحریکیں ہوتی رہتی ہیں اور اس کے لئے اصول یہ ہے کہ ان رقوم کی وصولی کرنے والے محصلین مرکزی رسید بک پر باقاعدہ رسید دیتے ہیں۔ اور ان چندوں کا ایسا ریکارڈ رکھا جاتا ہے کہ مرکز کے مختلف نمائندگان وقتاً فوقتاً اس کی پڑتال کرتے رہتے ہیں

مگر ایک غلط فہمی نہ معلوم کس وجہ سے جماعت میں یہ پیدا ہو رہی ہے کہ صرف مرکزی چندہ جات کا باقاعدہ ریکارڈ رکھنا تو ضروری ہے مگر بعض جماعتیں جو لوکل اخراجات کے لئے لوکل فنڈ جمع کرتی ہیں اس لوکل فنڈ کا حساب کتاب رکھنا ضروری نہیں بلکہ بعض حالات میں تو لوکل فنڈ کی باقاعدہ رسید بھی نہیں دی جاتی۔ حالانکہ لوکل فنڈز کے آمد و خرچ کا باقاعدہ حساب رکھنا بہت سے مقامی فتنوں سے بچنے کے لئے بہت ہی ضروری ہے اور اگر بغیر کسی رسید پر چہ کے لوکل فنڈز وصول کئے جاتے رہے۔ اور بغیر کسی ریکارڈ کے خرچ کئے جاتے رہے تو یہ امر ایک طرف مرکزی ہدایات اور جماعتی تنظیم کے خلاف ہوگا اور دوسری طرف مقامی جماعتوں کے لئے فتنوں کا باعث ہوگا بلکہ آہستہ آہستہ بعض کمزور طبائع کے لئے ٹھوکر کا باعث بھی بن سکتا ہے۔ اور بعض جماعتوں میں تو یہ امر اختلاف کا باعث بن بھی رہا ہے

ان حالات کے پیش نظر نظارت ہذا تمام احباب اور عہدیداران جماعت کی خدمت میں یہ درخواست کرتی ہے کہ آئندہ کسی بھی قسم کا کوئی چندہ خواہ وہ مرکزی ہو یا لوکل لازمی ہو یا طوعی بغیر مرکزی رسید بک کی رسیدات کے نہ دیا جائے اور نہ ہی وصول کیا جائے۔

بعض اوقات کسی علاقہ یا جماعت میں وسیع پیمانہ پر تبلیغی پروگرام ہوتے ہیں۔ ان کے لئے لوکل طور پر لٹریچر (ٹریکٹ وغیرہ) بھی شائع کرنے پڑتے ہیں اور دوسرے اخراجات بھی ہوتے ہیں۔ ایسی صورت میں جس قسم کا چندہ بھی جمع کیا جائے اس کے آمد و خرچ کا باقاعدہ حساب ہونا ضروری ہے اور اس کے لئے بھی مرکزی رسید بک پر رسیدات دی جانی ضروری ہیں۔ آئندہ کے لئے نہ صرف نظارت بیت المال کے نمائندگان بطور خاص ایسے حسابات کی پڑتال کیا کریں گے بلکہ تمام مبلغین کرام کو بھی اختیار ہوگا کہ اگر مناسب خیال فرمائیں تو ہر قسم کے چندہ جات کے حسابات کی پڑتال کریں

اس کے علاوہ بعض جماعتوں میں مساجد وغیرہ کی تعمیر کے لئے بعض عہدیداران از خود بھی جماعتوں میں تحریک کر کے مساجد بنوا رہے ہیں۔ مساجد کی تعمیر ایک بہت بڑی نیکی ہے۔ مگر اس کے لئے مرکزی اصول یہی ہے کہ ایسے اہم کام کے لئے بھی مرکز سے باقاعدہ اجازت حاصل کرنی ضروری ہے بلکہ امام جماعت اور مرکزی نظام کی اطاعت کے اعلیٰ نمونہ کا تقاضا تو یہ ہے کہ اگر کوئی ایسی جماعت یا ایسا دوست جو مرکزی چندہ جات سو فیصدی ادا کرنے کے بعد بھی توفیق رکھتے ہوں اور خانہ خدا کے لئے خرچ کرنا چاہتے ہیں تو ایسے دوست اور جماعتیں بھی اپنے امام اور مرکز سے باقاعدہ اجازت حاصل کریں۔ کیونکہ جماعت کے مقدس امام ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی دوربین نگاہ جہاں تک جا سکتی ہے ہم میں سے کسی کی نگاہ بھی جماعت کے وسیع مفاد کی حدود کو نہیں چھو سکتی

لہٰذا احباب اس امر کا خاص خیال رکھیں کہ اوّل تو لوکل مساجد کے لئے چندہ بغیر مرکز کی اجازت کے وصول نہیں کیا جا سکتا۔ اور پھر مرکز کی اجازت کے بعد بھی اس کا باقاعدہ حساب رکھنا اور اخراجات کی منظوری مرکز سے لینا اسی طرح ضروری ہے جس طرح مرکزی چندہ جات کے حسابات رکھنے ضروری ہیں۔

اس کے علاوہ ایک افسوسناک بے ضابطگی نظارت ہذا کے سامنے یہ آئی ہے کہ بعض احباب اور عہدیداران نے مرکزی چندہ جات کے لئے تو ایک پیسہ بھی وصول نہیں کیا مگر دوسری طرف لوکل فنڈ اور لوکل اخراجات کے لئے کئی صد روپیہ وصول کر کے خرچ کیا گیا ہے حالانکہ لوکل فنڈ کی وصولی کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا بنیادی ارشاد یہ ہے کہ عہدیداران جماعت صرف ایسے احمدی دوست اور جماعت سے لوکل فنڈ وصول کرنے کے مجاز ہیں جس کے ذمہ کسی قسم کا لازمی چندہ بقایا نہ ہو۔ اگر اس اہم اصول کو نظر انداز کر دیا جائے تو اس طرح مرکز کی مالی پوزیشن آہستہ آہستہ کمزور ہو جائے گی اور یہ ایسی ہی مثال ہوگی کہ ایک شخص نوافل پر تو زور دیتا ہے وہ مگر وہ بھی کبھی کبھی۔ کیونکہ وہ شخص جو فرائض کو نظر انداز کرتا ہے اسے نوافل کی بھی دائمی توفیق نہیں مل سکتی۔ مگر فرائض کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھتا۔

پس نظارت ہذا تمام احباب جماعت اور عہدیداران سے درخواست کرتی ہے کہ آئندہ کے لئے ان امور کی بہت ہی سخت نگرانی فرمائی جانی چاہیے اور دوسری جماعتوں کے درمیان مالی نظام کے لحاظ سے یہ ایک نمایاں فرق ہے کہ وہ لوگ جن کا کوئی نظام نہیں اور نہ ہی کوئی نگران ہے ان میں سے ہر آدمی اٹھتا ہے اور قوم سے ہزار روپیہ بٹور لیتا ہے اور آئے دن ایسے واقعات ہمارے سامنے آتے ہیں کہ لاکھوں روپیہ قوم اور مذہب کے نام پر اکٹھا کیا جاتا ہے مگر اس کا دسواں حصہ بھی اصل مقصد پر خرچ نہیں ہوتا

پس عہدیداران جماعت۔ مرکزی مبلغین بلکہ مرکزی صیغہ جات کا بھی فرض ہے کہ کسی ایسے دوست یا جماعت سے کسی قسم کا لوکل یا طوعی چندہ وصول نہ کیا جائے جس کے ذمہ لازمی اور دوسرے مرکزی چندہ جات واجب الادا ہوں۔ لہٰذا نظارت ہذا کو امید ہے کہ نظارت کے اس اہم اعلان کے بعد عہدیداران جماعت اس امر کو ضرور مد نظر رکھیں گے۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء

ناظر بیت المال (آمد) قادیان

درخواست ہائے دعا

۱۔ خاکسار کو ایک کتے نے کاٹ لیا ہے اندیشہ ہے کہ وہ پاگل کتا تھا انجکشن لگوا رہا ہوں بیمار آدمی ہوں دعائے صحت کی درخواست ہے خاکسار گل محمد شاہ بھدرک اڑیسہ

۲۔ خاکسار بیماری مالی تنگی وغیرہ پریشانیوں سے دوچار ہے ان کے ازالہ کے دعا کی درخواست ہے۔ خاکسار شمس الدین شیخ بھدرک اڑیسہ

۳۔ خاکسار کی بھانجی عزیزہ عذرا بعارضہ گراز … سخت بیمار ہے۔ حالت نازک ہے دعائے صحت کی درخواست ہے خاکسار ڈاکٹر سید حبیب الدین احمد مشید پور

۴۔ ہمارے بھانجے محمد سعید کے ہاں تین بیٹیوں کے بعد فرزند تولد ہوا۔ نومولود کی صحت و سلامتی اور درازی عمر اور خادم دین ہونے کیلئے دعا کی جائے۔ خاکسار لطف الرحمٰن چوده کلاٹ اڑیسہ

۵۔ خاکسار کے دادا قاضی محمد ظہیر الدین عباسی صاحب بیمار ہیں دماغی حالت بھی کمزور ہے دعائے صحت کی درخواست ہے خاکسار جمال احمد عباسی۔ قادیان

۶۔ میرا بھائی قریشی محمد یوسف ایل ایل بی کا امتحان دے رہا ہے اور خاکسار ۶ر اکتوبر کو حسابی امتحان دے رہا ہے ہم دونوں کی کامیابی کیلئے دعا کریں عبدالحفیظ قریشی اورنگ آباد

دعائے مغفرت: ۔۔۔ میرے والد ماسٹر نصر علی صاحب رحلت فرما گئے ہیں۔ مرحوم اس علاقہ کے پہلے احمدی تھے۔ ان کے قبول احمدیت کے بعد اردگرد کے دیہات میں بہت سے لوگوں نے احمدیت قبول کی۔ مرحوم کی مغفرت کے لئے دعا کی درخواست ہے

محمد شمس الحق معلم مدرسہ احمدیہ پنکال۔ اڑیسہ

پروگرام دورہ وفد برائے تحریک مالی جہاد

مورخہ ۸ ۱۰/۶۹ تا مورخہ ۱۷ ۱۱/۶۹

جیسا کہ پہلے اعلان کیا جاچکا ہے کہ جنوبی ہند کے مخلص دوست مکرم سیٹھ محمد معین الدین صاحب امیر جماعت احمدیہ حیدرآباد و مکرم سیٹھ محمد الیاس صاحب امیر جماعت احمدیہ یادگیر جنوبی ہند کی جماعتوں کا دورہ کررہے ہیں۔ ان کے ہمراہ مکرم چودھری مبارک علی صاحب قائمقام ناظر بیت المال (آمد) اور مکرم چودھری فیض احمد صاحب سیکرٹری بہشتی مقبرہ مرکز کی طرف سے شامل ہوں گے۔ اس دورہ کا تفصیلی پروگرام درج ذیل ہے لہٰذا جملہ عہدیداران جماعت اور مبلغین کرام سے امید کی جاتی ہے کہ وہ بلاکسی خاص مجبوری کے ان ایام میں اپنے اپنے ہیڈ کوارٹر پر ہی رہیں تا وفد کے ساتھ کماحقہٗ تعاون کیا جا سکے جزاکم اللہ احسن الجزاء چونکہ اس کے بعد جلسہ سالانہ و عید الفطر قریب آرہی ہے لہٰذا علاقہ مالابار کا دورہ جلسہ سالانہ کے بعد ہو سکے گا۔ البتہ صرف مکرم مولوی محمد عمر صاحب فاضل علاقہ مالابار اور مدراس کی جماعتوں کا دورہ کریں گے۔ اور مالابار کے لئے مرکزی وفد کے دورہ کا پروگرام بعد میں کسی وقت شائع کیا جائے گا

ناظر اعلیٰ قادیان

نمبر شمار	نام جماعت	تاریخ رسیدگی	قیام	تاریخ روانگی
۱	قادیان	-	-	۸-۱۰-۶۹
۲	دہلی	۹-۱۰-۶۹	۱	۱۰ " "
۳	حیدرآباد۔ سکندرآباد	۱۲ " "	۴	۱۶ " "
۴	ظہیرآباد	۱۶ " "	۱	۱۷ " "
۵	حیدرآباد	۱۷ " "	۱	۱۸ " "
۶	محبوب نگر	۱۸ " "	۱	۱۹ " "
۷	چنتہ کنٹہ	۱۹ " "	۱	۲۰ " "
۸	وڈمان	۲۰ " "	۱	۲۱ " "
۹	کرنول	۲۱ " "	۲	۲۳ " "
۱۰	رائچور	۲۳ " "	۱	۲۴ " "
۱۱	دیودرگ	۲۴ " "	۱	۲۵ " "
۱۲	اونٹکور	۲۵ " "	۱	۲۶ " "
۱۳	یادگیر	۲۶ " "	۲	۲۸ " "
۱۴	تیماپور۔ شوراپور	۲۸ " "	۱	۲۹ " "
۱۵	ہبلی	۳۰ " "	۱	۳۱ " "
۱۶	نندگڑھ	۳۱ " "	۱	۱-۱۱-۶۹
۱۷	شیموگہ	۲-۱۱-۶۹	۲	۴ " "
۱۸	سوروب	۴ " "	۱	۵ " "
۱۹	ساگر	۵ " "	۱	۶ " "
۲۰	بنگلور	۷ " "	۲	۹ " "
۲۱	مرکرہ	۹ " "	۲	۱۱ " "
۲۲	دہلی	۱۵ " "	۱	۱۶ " "
۲۳	قادیان	۱۷ " "	-	-

منظوری انتخاب عہدیداران جماعت احمدیہ آسنور کوریل

صدر مکرم سید احمد صاحب ڈار بی اے
سیکرٹری مال۔ تحریک جدید و وقف جدید } مکرم محمد عبد اللہ صاحب نائک
سیکرٹری امور عامہ مکرم عبد القدیر صاحب نائک
" تعلیم " عبد المنان صاحب ڈار
" تبلیغ و تربیت " سید محمد یاسین صاحب
سیکرٹری ضیافت مکرم عبد الخالق صاحب
" جائیداد " غلام محمد ریشی صاحب
" نشر و اشاعت " عبد الرشید صاحب ثانی
امین مکرم ماسٹر عبد الرحمٰن صاحب

ناظر اعلیٰ قادیان

پروگرام دورہ مولوی جلال الدین صاحب انسپکٹر بیت المال

جماعتہائے احمدیہ یوپی - بہار - بنگال - اڑیسہ

مندرجہ بالا صوبوں کی جماعتہائے احمدیہ میں مالی قربانی کی بیداری اور چندہ جات کی وصولی و پڑتال کے لئے مکرم مولوی جلال الدین صاحب انسپکٹر بیت المال کے دورہ کا پروگرام درج ذیل ہے موصوف اس دورہ میں عام لازمی چندہ جات کی وصولی کے علاوہ نئے بجٹ کی تشخیص کریں گے نیز سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کے تازہ پیغام کی روشنی میں درویش فنڈ کی وصولی اور وعدہ جات لیں گے احباب جماعت اور عہدیداران سے درخواست ہے کہ انسپکٹر صاحب موصوف سے تعاون فرمائیں

ناظر بیت المال (آمد) قادیان

نام جماعت	تاریخ رسیدگی	قیام	تاریخ روانگی
قادیان			۵-۱۰-۶۹
امروہہ	۷-۱۰-۶۹	۱	۸ " "
بریلی	۸ " "	۱	۹ " "
شاہجہانپور	۹ " "	۲	۱۱ " "
کانپور	۱۱ " "	۲	۱۳ " "
لکھنؤ	۱۳ " "	۱	۱۵ " "
پٹنہ	۱۵ " "	۱	۱۶ " "
آرہ	۱۶ " "	۱	۱۷ " "
مظفرپور	۱۸ " "	۱	۱۹ " "
مونگھیر	۲۰ " "	۱	۲۱ " "
بھاگلپور۔ برہ پورہ	۲۱ " "	۳	۲۴ " "
خانپور ملکی	۲۴ " "	۱	۲۵ " "
رانچی	۲۶ " "	۱	۲۷ " "
جمشید پور	۲۷ " "	۲	۲۹ " "
موسے بنی ہاٹ بیر	۲۹ " "	۲	۳۱ " "
کلکتہ	۱-۱۱-۶۹	۴	۵-۱۱-۶۹
کٹک او۔ ایم۔ پی	۶ " "	۱	۷ " "
بھوبنیشور	۷ " "	۱	۸ " "
خوردہ	۸ " "	½	۸ " "
کیرنگ	۸ " "	۲	۱۰ " "
نرگاؤں	۱۰ " "	½	۱۰ " "
مانکا گوڑا	۱۱ " "	۱	۱۲ " "
نیا گڑھ	۱۲ " "	½	۱۲ " "
پوری	۱۳ " "	۱	۱۴ " "
سونگڑہ	۱۴ " "	۱	۱۵ " "
کیندرہ پاڑا	۱۵ " "	۱	۱۶ " "
کرڈاپلی	۱۶ " "	۱	۱۷ " "
پنکال	۱۷ " "	۱	۱۸ " "
کوٹ پلہ	۱۸ " "	۱	۱۹ " "
چودوار	۱۹ " "	۱	۲۰ " "
بھدرک	۲۱ " "	۱	۲۲ " "
سورو	۲۲ " "	۱	۲۳ " "
روڑکیلہ	۲۴ " "	۲	۲۶ " "
کلکتہ	۲۷ " "	۱	۲۸ " "
بھرت پور۔ ابراہیم پور	۲۸ " "	۱	۲۹ " "
کیتھا سندر پور۔ مانگروم	۲۹ " "	۲	۱-۱۲-۶۹
گاتلہ	۱-۱۲-۶۹	۱	۲ " "
کلکتہ	۲ " "	۳	۵ ۱۲/۶۹ سے براہ قادیان

آپ کا چندہ اخبار ختم ہے

مندرجہ ذیل خریداران اخبار بدر کا چندہ ماہ نبوت ۱۳۴۸ ہش (نومبر ۱۹۶۹ء) میں کسی تاریخ کو ختم ہو رہا ہے۔ ان کی خدمت میں درخواست ہے کہ وہ اپنی اولین فرصت میں ایک سال کا چندہ مبلغ دس روپے بھجوا کر ممنون فرمادیں تاکہ اُن کے نام اخبار جاری رہ سکے اگر اُن کی طرف سے چندہ وصول نہ ہؤا تو چندہ ختم ہونے کی تاریخ کے بعد اُن کے نام اخبار بدر کی ترسیل بند کردی جائے گی۔ امید ہے کہ اخبار کی افادیت کے پیشِ نظر تمام احباب جلد رقم ارسال کرکے ممنون فرمادیں گے۔ ان احباب کو بذریعہ خط بھی اطلاع دی جارہی ہے۔

منیجر بدر

نمبر خریدار	اسماء خریداران	نمبر خریدار	اسماء خریداران
۱۰۰۷	مکرم ایم محمد شمس الدین صاحب	۱۵۹۸	مکرم سید منظور احمد صاحب
۱۰۱۲	,, محمد نعیم صاحب	۱۶۳۶	,, محمد عنایت اللہ صاحب
۱۰۲۳	,, غفار خان صاحب	۱۷۹۳	,, سپرنٹنڈنٹ صاحب احمدیہ ہوسٹل
۱۰۴۵	مکرمہ سیدہ اختر صاحبہ	۱۷۹۸	,, ڈاکٹر آفتاب احمد صاحب۔
۱۱۰۳	مکرم سید منور احمد صاحب	۱۸۵۵	مکرمہ سارہ بی صاحبہ۔
۱۱۵۰	,, انوار احمد صاحب	۱۸۹۵	مکرم ایس۔ای۔ احمد صاحب
۱۱۵۲	,, تہریہ پنڈت شوراج سنگھ صاحب	۱۸۹۹	,, سیٹھ محمد ادریس صاحب
۱۱۸۶	,, سید محمد ذکریا صاحب	۱۹۰۱	,, چوہدری صلاح الدین صاحب
۱۱۸۹	,, بابو محمد یوسف صاحب	۱۹۰۲	,, حاجی فیاض الدین احمد صاحب
۱۲۱۹	,, مولوی عبدالواحد صاحب فاضل	۱۹۰۸	,, حاجی قاری پنڈت بشیر الدین احمد صاحب
۱۲۳۷	,, سیٹھ محمد عبدالحی صاحب	۱۹۰۹	,, ایچ۔ یو۔ بٹ صاحب۔
۱۲۶۷	,, آغا محمد خلیل صاحب	۱۹۱۰	,, شیخ فضل احمد صاحب
۱۲۷۳	,, ڈاکٹر شمیم احمد صاحب	۱۹۱۱	,, علی محمد صاحب الٰہ دین صاحب
۱۳۰۴	,, جمال احمد صاحب	۱۹۱۲	,, ڈی۔عبدالرحیم صاحب۔
۱۳۳۸	,, سید مرشد پیر صاحب	۱۹۱۳	,, ریاض احمد خان صاحب
۱۳۴۵	,, ایم اے محمد اشرف صاحب	۱۹۱۵	,, ایس۔ ایم اسماعیل صاحب
۱۳۴۷	,, عبدالباری صاحب کھٹانہ	۱۹۱۶	,, محمد صادق صاحب
۱۳۴۸	,, ہیبسر نرٹی سنڈیکیٹ	۱۹۱۷	,, خواجہ عبدالعزیز صاحب ڈار
۱۳۴۹	,, خان بہادر حاجی مولوی فضل الرحمٰن صاحب	۱۹۱۹	,, عبدالرفیق صاحب شحنہ
۱۳۵۰	,, حاجی محمد محسن صاحب	۱۹۲۰	,, سیٹھ فاضل کرم علی صاحب
۱۳۵۲	,, نذیر احمد صاحب ہوڈری	۱۹۲۸	,, محمد مظاہر حسن صاحب۔
۱۳۷۲	,, حاجی عبداللطیف صاحب	۱۹۲۹	,, ڈاکٹر فضل کریم صاحب
۱۳۸۰	,, مولوی اسلم خان صاحب	۱۹۳۴	,, چوہدری ظہور احمد صاحب باجوہ
۱۴۰۰	,, قمر الدین صاحب	۱۹۳۶	,, عبدالرحیم صاحب پراچہ اسلام آباد
۱۴۴۷	,, سید غوث صاحب	۱۹۳۹	,, پیر مبارک احمد صاحب
۱۴۶۹	,, عبدالشکور صاحب فاروقی	۱۹۴۲	,, محمد ساجد صاحب۔
۱۵۸۵	,, محمد جمیل صاحب عباسی۔	۱۹۴۶	,, ایم اے ستار صاحب

اخبار بدر رعایتی قیمت پر

ایک دوست نے کچھ رقم اس تجویز کے ساتھ اعانتِ بدر کیلئے عطا فرمانے کا وعدہ فرمایا تھا کہ جو بعض مستحق دوست نصف قیمت ادا کرکے اپنے نام سال بھر کے لئے اخبار بدر لگوانا چاہیں تو نصف قیمت اِس فنڈ سے ادا کی جائے۔ ایسے مستحق دوستوں کی درخواستیں موصول ہورہی ہیں لیکن دوسرے ذی ثروت دوستوں کیلئے بھی ثواب حاصل کرنے کا یہ ایک اچھا موقع ہے اور اخبار کی اعانت کا بہترین ذریعہ بھی۔ بدر کی نصف قیمت پانچ روپیے ہے اور یہ ایسی رقم ہے کہ جماعت کے بہت سے احباب آسانی کے ساتھ اس اعانت میں حصہ لے سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے احباب کو اِس کارِ خیر میں حصہ لینے کی توفیق بخشے آمین ٭

منیجر بدر قادیان

جماعتِ احمدیہ آسنور وکوربل (کشمیر) کا سالانہ جلسہ بقیہ صفحہ ۱

مخالفین کی عبرت ناک ناکامیوں کو پیش کیا۔

صدارتی تقریر میں الحاج مولانا بشیر احمد صاحب نے دورِ حاضرہ کے حالات کو پیش کرتے ہوئے بتایا کہ فلسطین میں اسرائیل کی فتنہ انگیزی، بیت المقدس کی توہین اور چاند تک انسانِ ارضی کی رسائی یہ سب کچھ قرآن وحدیث کی اُن پیش خبریوں کا نتیجہ ہیں جو آج سے چودہ سو سال قبل ایک انسانِ کامل نے خدا تعالیٰ سے خبر پاکر دُنیا کے سامنے رکھیں۔ اور یہ سب کچھ اسلام اور احمدیت کی صداقت کا ثبوت ہے۔ اس کے مقابل پر ہندو مذہب کے بعض پنڈت چاند کو اپنی رسمی عبادت سے ہی خارج کر رہے ہیں۔ کیونکہ انسانی پاؤں اس، چاند پر پڑا ہے۔ آپ کی پُر اثر تقریر کے بعد نماز ظہر و عصر جمع کرکے پڑھی گئیں۔ بعدہٗ مکرم سید محمد یاسین صاحب سیکرٹری تبلیغ نے مقامی جماعت کی طرف سے حاضرین اور اراکینِ وفد کا شکریہ ادا کیا۔ بعد دُعا اجلاس بخیر وخوبی انجام پذیر ہؤا۔ اِسی دوران میں مکرم مولوی بشیر احمد صاحب خادم نے مستورات کے اجتماع میں بھی ایک تقریر کی جس کا ترجمہ مکرم سعید احمد صاحب ڈار جنرل سیکرٹری نے ساتھ ساتھ سُنایا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہمارا یہ پروگرام نہایت دلچسپی اور کامیابی کے ساتھ انجام پذیر ہؤا فالحمد للّٰہ علیٰ ذٰلک۔

مقامی احمدی احباب کے علاوہ رشی نگر اور ہاری پاری گام وغیرہ متعدد مقامات سے احمدی احباب نے بھی جلسہ میں شرکت فرمائی۔ ملحقہ بستیوں کے غیر احمدی دوستوں نے بھی شرکت فرمائی۔ مقامی جماعت کی طرف سے مہمانوں کی چائے ناشتہ سے تواضع کی گئی۔

شبینہ اجلاس بھی بعد نماز مغرب وعشاء مسجد میں ہی منعقد ہؤا۔ اس اجلاس کی کارروائی بھی مکرم الحاج مولانا بشیر احمد صاحب فاضل کی زیرِ صدارت شروع ہوئی۔ مکرم مولوی منظور احمد صاحب اور مکرم مولوی بشیر احمد صاحب خادم اور صدرِ محترم کی اس موقعہ پر تربیتی تقاریر ہوئیں۔ یکم تبوک (ستمبر) بعد نماز فجر مکرم مولوی غلام نبی صاحب نے قرآن کریم کا درس دیا اور اسی روز معزز مہمانوں کی روانگی عمل میں آئی۔ احبابِ کرام سے درخواست ہے کہ وہ دُعا فرمائیں اللہ تعالیٰ اِس اجلاس کے بہترین نتائج ظاہر فرمائے اور احباب جماعت کی روحانی اور جسمانی ترقیات کے سامان ظاہر فرمادے آمین ثم آمین ٭

مسلمانوں کی مایوس کُن دینی حالت بقیہ اداریہ صفحہ ۲

تبدیلی لانے کی توفیق دے۔ اُن کی بے دینی جلد دُور ہو تا خدا کے اُسی طرح محبوب بندے بن جائیں جس طرح دینِ اسلام اس کا پسندیدہ اور محبوب مذہب ہے۔ اور اس نے اُمّتِ مُسلمہ کے لئے وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا کہہ کر اس پسندیدہ دین کا اعلان فرمادیا ہؤا ہے —— !! وَبِاللّٰہِ التَّوفیق —— !!

امتحان کتاب "اسلامی اُصول کی فلاسفی"

جیسا کہ قبل ازیں نظارت ہذا کی طرف سے متعدد بار یہ اعلان کیا جاچکا ہے کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی معرکۃ الآراء تصنیف "اسلامی اُصول کی فلاسفی" کا امتحان مورخہ **۲۶؍اخاء ۱۳۴۸ہش بروز اتوار** ہوگا۔ اب بطور یاد دہانی جملہ جماعت ہائے احمدیہ بھارت کو مطلع کیا جاتا ہے کہ امتحان کی تاریخ قریب آرہی ہے۔ لہٰذا جملہ امیدواران مکمل تیاری کرلیں تاکہ امتحان میں پُوری دلجمعی کے ساتھ شرکت کرسکیں۔

جملہ صدر صاحبان۔ سیکرٹریانِ تربیت اور مبلغینِ کرام فوری طور پر اپنی ضرورت کے مطابق ۱۵؍اخاء (اکتوبر) تک پرچوں کی اطلاع دے دیں تاکہ اُن کی ضرورت کے مطابق ان کو پرچے بھجوائے جاسکیں۔

اللہ تعالیٰ آپ سب کے ساتھ ہو اور خدمتِ دین کی زیادہ سے زیادہ توفیق عطا فرمائے آمین ٭

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

خصوصی مقالہ

گاندھی جی کی صد سالہ برسی اور آپ کی عظیم شخصیت

۲ر اکتوبر وہ یادگاری دن ہے جب آج سے سو سال پہلے بھارت ورش کے سپوت موہن لال گاندھی پیدا ہوئے۔ اور آج جب کہ اُن کی پیدائش پر سو سال پُورے ہو رہے ہیں نہ صرف اپنے ملک میں بلکہ بہت سے بیرونی ممالک میں بھی اُن کی صد سالہ برسی عزت اور احترام کے ساتھ منائی جا رہی ہے۔ مہاتما گاندھی عظیم شخصیت کے مالک تھے جنہوں نے اپنے مخصوص نظریہ عدم تشدد کے ساتھ غیر ملکی عظیم طاقت کو اپنی زبردست قوتِ ارادی سے ایسا مرعوب کر دیا کہ بالآخر اُسے اپنی حکومت کی باگ ڈور یہاں کے باشندوں کے حوالے کرنی پڑی۔ گاندھی جی نے ملک کو آزاد کرانے میں تن من کی بازی لگا دی۔ اور بھارت واسیوں کے اندر حصولِ آزادی کی خاص رُوح پیدا کر دی۔ خوش قسمت گاندھی نے اپنی زندگی ہی میں اپنی کوششوں کا ثمرہ ملک کی آزادی کی شکل میں دیکھ لیا۔ آپ ہندو مسلم اتحاد کے زبردست حامی تھے۔ آپ جہاں گیتا کا پاٹھ کرتے وہاں انجیل اور قرآن کریم کا مطالعہ بھی کرتے رہے۔ اسلام کے بارے میں آپ کے خیالات بہت عقیدت مندانہ رہے۔ مقدس بانیٔ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم اور بزرگ خلفاء کا ہمیشہ احترام سے ذکر کیا۔ بلکہ حضرت ابوبکرؓ اور عمرؓ کے وقت کی حکومت کو مثالی حکومت قرار دیا۔ اسلام سے اپنی عقیدت کا اظہار آپ یوں کرتے ہیں کہ:-

"اسلام اپنے عروج کے زمانہ میں بھی تعصب اور غیر رواداری سے پاک رہا ہے۔ دُنیا اس کے احترام پر آمادہ تھی۔ جب مغرب پر تاریکی مسلط تھی تو مشرق کے اُفق پر ایک روشن ستارہ طلوع ہُوا۔ اور اس نے مصائب اور آلام سے برباد شدہ دنیا کو آرام اور روشنی سے شاد کام کیا۔ اسلام سچا مذہب ہے۔ ہندوؤں کو چاہیئے کہ وہ نیک نیتی سے اس کا مطالعہ کریں وہ بھی اسلام سے ایسی ہی محبت کریں گے جس طرح کہ مَیں کرتا ہُوں۔" (اخبار سیاست لاہور ۹ر جون ۱۹۲۴ء)

افسوس کہ عدمِ تشدد کا زبردست حامی عمر بھر ہم وطنوں کے لئے ناقابلِ فراموش خدمات کرنے والا بالآخر ایک جنونی فرقہ پرست کی ظالمانہ گولی کا نشانہ بن گیا۔ اور اپنے خُون سے اس بات کی گواہی دے گیا کہ عزم و استقلال کے ساتھ کام کرنے والا انسان ایسی زبردست طاقت رکھتا ہے جس سے مستحکم حکومتوں کی بنیاد ہل جاتی ہے۔ اور کہ بنی نوع انسان کی بہبود کے لئے کام کرنے والے کبھی بھلائے نہیں جا سکتے۔

گاندھی جی اپنی ناقابلِ فراموش قربانیوں کے ساتھ آزادی کی حسین نعمت کو اپنے ہم وطنوں کو دلانے میں کامیاب ہوئے۔ اب ہر محبِ وطن کا کام ہے کہ اس آزادی کو قائم رکھے۔ اور اس کے ثمرات سے مستفید ہونے کے دائرے کو وسیع سے وسیع تر کرتا چلا جائے۔

اتحاد اور اتفاق کا جو سبق گاندھی جی نے اپنی عملی زندگی کے ساتھ سبھی بھارت واسیوں کو دیا، جب تک ہم وطن اُسے یاد رکھیں گے کوئی بڑی سے بڑی طاقت اُن سے آزادی کی نعمت چھین نہیں سکتی۔ اتحاد کی عظیم طاقت کے ساتھ ہر بڑے دشمن کو ملک کی سرحدوں سے دُور رکھا جا سکتا ہے۔ خدا کرے کہ سبھی بھارت واسی اس کی قدر پہچانیں اور اُس کے تقاضوں کو پُورا کرنے میں اپنا واجبی حصہ ہمیشہ ہی ڈالتے رہیں!!

چندہ جلسہ سالانہ

جلسہ سالانہ کے مبارک ایام میں اب صرف اڑھائی ماہ باقی رہ گئے ہیں۔ امید ہے کہ احباب جماعت اس میں شرکت کی تیاری کر رہے ہوں گے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ زیادہ سے زیادہ دوستوں کو اس اجتماع میں شامل ہونے کی توفیق عطا فرمائے اور اُن برکات سے وافر حصہ پانے کی سعادت بخشے جو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس جلسہ میں شامل ہونے والے دوستوں کے لئے دعاؤں میں فرمائی ہیں آمین۔

چندہ جلسہ سالانہ بھی چندہ عام اور حصہ آمد کی طرح لازمی چندوں میں سے ہے۔ جو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ سے جاری ہے۔ اور اس کی شرح ہر دوست کی سال میں ایک ماہ کی آمد کا دسواں حصہ یا سالانہ آمد کا $\frac{1}{120}$ حصہ مقرر ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ارشاد کی تعمیل میں اس چندہ کی سو فیصدی وصولی جلسہ سالانہ سے قبل ہونی از بس ضروری ہے تاکہ جلسہ سالانہ کے کثیر اخراجات کا انتظام بروقت سہولت کے ساتھ ہو سکے۔

جلسہ سالانہ کی مد میں اب تک وصولی کی پوزیشن کا جائزہ لینے سے معلوم ہوتا ہے کہ متعدد جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان نے تاحال اس چندہ کی ادائیگی کی طرف کما حقہٗ توجہ نہیں دی اور بعض جماعتیں ایسی بھی ہیں جن کی طرف سے ابھی تک اس مد میں کوئی رقم وصول نہیں ہوئی۔

زکوٰۃ

اسلام کے بنیادی پانچ ارکان میں سے ایک رکن ہے اور کوئی دوسرا چندہ اس کا قائمقام نہیں ہو سکتا ——— (۱)- زکوٰۃ اسلام کا ایک اہم اور بنیادی رکن ہے۔ (۲)- ہر صاحب نصاب پر اس کی ادائیگی فرض ہے۔ (۳)- کوئی دوسرا چندہ زکوٰۃ کا قائم مقام تصور نہیں کیا جا سکتا۔ (۴)- زکوٰۃ مومنوں کے مال کو پاک کرتی ہے۔ (۵)- حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے ارشاد کی رُو سے زکوٰۃ کی تمام رقوم مرکز میں آنی چاہئیں۔

جملہ سیکرٹریان مال کو خاص طور پر کوشش کرکے اپنی اپنی جماعت کے صاحب نصاب احباب کے ساتھ حساب کرکے اور زکوٰۃ کی رقوم وصول کرکے جلد مرکز میں بھجوانی چاہیئے۔

اللہ تعالیٰ آپ کا حامی و ناصر ہو آمین۔

ناظر بیت المال (آمد) قادیان

یہ مت خیال فرمائیے

کہ آپ کو اپنی کار یا ٹرک کیلئے اپنے شہر سے کوئی پُرزہ نہیں مل سکتا۔ اور یہ پُرزہ نایاب ہو چکا ہے۔ آپ فوری طور پر ہمیں لکھئے یا فون یا ٹیلیگرام کے ذریعہ رابطہ پیدا کیجئے۔ کار اور ٹرک پٹرول سے چلنے والے ہوں یا ڈیزل سے، ہمارے ہاں ہر قسم کے پُرزہ جات دستیاب ہو سکتے ہیں۔

آٹو ٹریڈرز ۱۶ مینگو لین کلکتہ ۱

Auto Traders 16 Mangoe Lane Calcutta—1

تار کا پتہ { "AUTOCENTRE" } فون نمبرز { 23—1652, 23—5222 }

سپیشل گم بوٹ

جن کے آپ عرصہ سے متلاشی ہیں!

مختلف اقسام، دفاع، پولیس۔ ریلوے۔ فائر سروسز۔ ہیوی انجینئرنگ۔ کیمیکل انڈسٹریز مائنز۔ ڈیریز۔ ویلڈنگ شاپس اور عام ضرورت کے لئے دستیاب ہو سکتی ہیں!

گلوب ربڑ انڈسٹریز

★—— آفس و فیکٹری: ۱۰- پربھورام سرکار لین کلکتہ ۱۵ فون نمبر ۲۴-۳۲۷۲

★—— شو روم: ۱۱/۱۲ لوئر چیت پور روڈ کلکتہ ۱ فون نمبر ۳۴-۰۴۰۱

تار کا پتہ: گلوب ایکسپورٹ